230

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

کتابتِ حدیث

تا

عہدِ تابعین

ترتیب

محمد خالد سیف

متخصص

ادارہ علوم اثریہ

ناشر

ادارہ علوم اثریہ، لائل پور

(کتابت: خالد دفتر کتابت لائلپور)

1971

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون
۱	سخنہائے گفتنی	۳	۲۱	حضرت جابرؓ بن سمرہ
۲	تمہید	۸	۲۲	حضرت ابن مسعودؓ
۳	قبل از اسلام عربوں کی تعلیمی حالت	۹	۲۳	حضرت ابن عباسؓ
۴	قبول اسلام کے بعد عربوں کی تعلیمی حالت	"	۲۴	عہد تابعین میں کتابت حدیث
۵	عہد رسالت میں کتابت حدیث	۱۱	۲۵	امام زہریؒ
۶	حدیث قرطاس	۱۹	۲۶	حضرت عبداللہؒ بن محمد
۷	صحیفہ عمروؓ بن حزم	۲۵	۲۷	حضرت نافعؒ مولی ابن عمر
۸	کتاب الصدقہ	"	۲۸	حضرت عروہؒ بن زبیر
۹	کتابت حدیث عہد صحابہ میں	۲۸	۲۹	حضرت سعیدؒ بن جبیر
۱۰	الصحیفۃ الصادقۃ	"	۳۰	حضرت عمرؒ بن عبداللہ
۱۱	صحیفہ حضرت انسؓ	۲۹	۳۱	تلامذہ براءؓ بن عازب
۱۲	صحیفہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ	۳۲	۳۲	حضرت عنترہؒ
۱۳	کتابت حدیث اور حضرت ابوہریرہؓ	۳۴	۳۳	حضرت بشیرؒ بن نہیک
۱۴	الصحیفۃ الصحیحۃ	۳۶	۳۴	حضرت طاؤسؒ
۱۵	صحیفہ سمرہؓ بن جندب	۳۸	۳۵	حضرت سعدؒ بن ابراہیم
۱۶	حضرت ابوبکرؓ اور کتابت حدیث	۳۹	۳۶	خلاصہ بحث
۱۷	حضرت عمرؓ اور کتابت حدیث	۴۰	۳۷	منع کتابت والی حدیث پر ایک نظر
۱۸	حضرت علیؓ کا مجموعہ احادیث	۴۱		
۱۹	حضرت مغیرہؓ بن شعبہ	۴۲	۳۸	جریدۃ المراجع
۲۰	حضرت ابوسلمہؓ	۴۳		

Marfat.com

سخنہائے گفتنی

۱۷۷۵۰

اُمتِ اسلامیہ حدیث کو فقہ و تشریع کے ماخذ ثانی کی حیثیت سے مانتی چلی آئی ہے۔ اور قرآن پاک کے پہلو میں اس کو تشریح و تفسیر کا مقام حاصل رہا ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر تشریع اسلامی کے لئے حدیث و سُنت کو ماخذ قرار نہ دیا جاتا تو آج فقہ اسلامی کو وہ عظمت حاصل نہ ہوتی جو دُنیا کے بڑے بڑے قانون دان علماء کی آنکھوں کو خیرہ کر رہی ہے۔

مگر اسلام کی یہ بڑھتی ہوئی عظمت، اسلامی تعلیمات کی وسعت اور ہمہ گیری اعداء اسلام کے دلوں میں ہمیشہ سے کانٹا بن کر چبھتی چلی آئی ہے جب انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ تیغ و سناں سے اسلامی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے اسلام کے صافی چشموں کو مکدر کرنے کے منصوبے بنائے اور مختلف حربے اختیار کئے۔ یونانی اور ہندی فلسفہ کی آڑ میں صفاتِ الٰہی کو بحث بنایا اور مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنا شروع کر دیا۔ بہت سے عقل پسند (معتزلہ) اور بدعت پسند گروہ وجود میں آگئے اور تفسیر قرآن کی آڑ میں احادیث پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ احادیث کو عقل اور قرآن کے خلاف کہہ کر ٹھکرا دیا گیا اور دوسری طرف موضوع احادیث کی نشر و اشاعت کو فروغ دے کر شریعت کے اس ذخیرہ علمی کو گدلا کرنے کی کوشش کی گئی۔

مگر ہر دور میں شریعت حقہ کی حفاظت کے سامان پیدا ہوتے رہے۔ علماء سنت نے اعتزال و بدعت کی پرزور تردید کی اور امام شافعی نے منکرین حدیث کے جملہ اعتراضات کے جوابات لکھ کر اس فتنہ کو دبا دیا۔

صلیبی جنگوں کے بعد عیسائیت نے سازشوں کے جال بچھانے شروع

کردیے، گرجے نے استشراق کو جنم دیا اور اسلامی علوم وفنون اور تاریخ کو مسخ کرنے کے لئے تحقیقاتی اداروں کی داغ بیل ڈالی گئی، مستشرقین نے اسلامی لٹریچر پر تحقیق وبحث کے لئے ایک نیا باب کھولا، چنانچہ گولڈ زیہر اور دوسرے مستشرقین کی تالیفات میں جو زہر افشانیاں کی گئی ہیں، وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہیں مستشرقین نے نہ صرف یہ کہ بہت سی احادیث کو خلافِ عقل کہہ کر نفسِ حدیث کی حجیت پر ہی شک وشبہ کا اظہار کیا، بلکہ رواۃ حدیث (صحابہ وتابعین) کی صدق وامانت پر حملے کئے، تاکہ پورے ذخیرۂ حدیث کو "جھوٹ کا پلندہ" ثابت کرنے کیلئے راہ ہموار ہوجائے اور حدیث پر سے خود مسلمانوں کا اعتماد بھی اُٹھ جائے آج جب ہم گولڈ زیہر کی "دراساتِ اسلامیہ" "العقیدۃ والشریعۃ فی الاسلام" "مناھج التفسیر الاسلامی" وغیرہ کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں دو باتیں نمایاں نظر آتی ہیں۔

(۱) حدیث کی تدوین چونکہ زمانہ رسالت سے دو صدی بعد ہوئی ہے جبکہ واضعین حدیث کی کثرت تھی اور غلط وصحیح روایات باہم مخلوط ہوچکی تھیں اس دور میں محدثین نے بلا تحقیق ہر قسم کے رطب ویابس کو اپنی کتابوں میں جمع کر دیا۔ اور انہوں نے اسانید کو جانچنے کے لئے تو ظن وتخمین سے چند اصول ترتیب دیئے، مگر متون کی تحقیق کے لئے انہوں نے کوئی کاوش نہیں کی۔

(۲) رواۃ حدیث جن پر اکثر روایات کا دارومدار ہے انہوں نے سیاسی مقاصد اور برسرِ اقتدار پارٹی کو خوش کرنے کے لئے احادیث وضع کیں خصوصاً صحابہ میں سے حضرت ابوھریرہؓ اور تابعین میں سے امام زھریؒ کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

ان مستشرقین کی علمی تحقیقات کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مقصد براری کے لئے نہایت عیاری سے علمی خیانتیں کی ہیں علماء اسلام کی معتمد کتابوں کو چھوڑ کر تحقیق واستناد کے لئے ادبی اور تاریخی

Marfat.com

کتابوں کو ماخذ بنایا ہے اور پھر حوالوں کے پیش کرنے میں قطع و برید سے کام لیکر غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔

مسلمانوں سے بھی بعض علماء نے شہرت طلبی کے لئے ان کی نقالی شروع کی اور وہ علمی خیانتوں کے ارتکاب اور حوالہ جات کی قطع و برید میں اپنے اساتذہ سے بھی آگے بڑھ گئے۔ احمد امین مصری کی "فجر الاسلام" وغیرہ اور ابوریہ کی "اضواء علی السنۃ المحمدیہ" اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

اس فتنۂ انکار حدیث نے جب ہندوستان کا رُخ کیا تو انگریزی دورِ حکومت میں مدرسۃ العلوم علی گڑھ نے اس کا بیڑا اٹھایا۔ سرسید احمد خاں اور انکے بعض رفقاء نے انگریز بہادر کو خوش کرنے اور قرآن کی من مانی تاویلات پیش کرنے کے لئے حدیث کی تکذیب کی۔ تفسیر قرآن اور رسالہ تہذیب الاخلاق میں بڑے شد و مد کے ساتھ اپنی تحقیقات اور خیالات کی نشر و اشاعت کی۔

اس کے بعد چکڑالہ اور پھر امرتسر میں اس کے مراکز قائم ہوئے علی گڑھ میں تو سرسید احمد خاں اور مولوی چراغ علی تمام اس بارِ گراں کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے اور پنجاب میں مولوی عبداللہ چکڑالوی اور مولوی احمد دین امرتسری نے اس تحریک کی باگ ڈور سنبھالی۔ "امت مسلمہ" کی بنیاد رکھی گئی اور رسالہ "البیان" امرتسر کے ذریعہ مقالات کی اشاعت شروع ہوئی۔ استدلال و انکار کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا گیا جس کی جھلک آج کل طلوع اسلام میں پائی جاتی ہے یعنی احادیث کا مذاق اڑانا۔ ان کو خلاف قرآن اور عقل کہہ کر رد کر دینا وغیرہ آج "برھان الفرقان" کا مطالعہ کرنے والا خوب جانتا ہے کہ ادارہ طلوع اسلام نے کوئی نئی تحقیق پیش نہیں کی بلکہ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے وہ آئینہ استاد ازل گفت "کا مصداق ہے۔

"برھان الفرقان" میں صرف حجیت حدیث کے انکار پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ رسالت و نبوت پر بھی ہاتھ صاف کیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے، کہ:

"ایک نبی اپنے زمانہ کا تو اعلم ہوتا ہے، مگر بعد کے لوگ علوم و فنون کی روشنی میں قرآن کو زیادہ سمجھ سکتے ہیں اور پھر نماز، روزہ وغیرہ کی تشریحات میں قرآن کی مضحکہ خیز تفسیریں لکھی گئی ہیں۔

پاکستان میں ادارہ طلوعِ اسلام کے علاوہ کچھ دوسرے ادارے بھی ہیں، جو "داعانه عليه قوم آخرون" کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ اور ایک "اسلام" "مظاہرہ قرآن" "مقامِ سنت" "مطالعہ حدیث" "قرآنی فیصلے" "ڈو اسلام" "دو قرآن" "مقامِ حدیث" "اسلام کی بنیادی حقیقتیں" "مذاہب اسلامیہ" اور "خلافتِ راشدہ" وغیرہ کتابوں کی اشاعت کر کے استشراق کو فروغ دینے اور بزعم خویش علمی خدمات سرانجام دینے میں مشغول ہیں۔

اسلام اور حدیثِ نبوی کے خلاف اس گہری سازش کا سدِ باب کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ علماءِ اسلام ان کی تردید میں ٹھوس لٹریچر پیش کریں۔ اسی جذبہ کے تحت "ادارہ علومِ اثریہ" لائلپور نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ فنونِ حدیث پر تحقیق کے لئے علماء کا ایک گروپ تیار کیا جائے جو اپنے صحیح مطالعہ اور تحقیق کے بعد ادارہ طلوعِ اسلام اور اس کے حواریوں کی دسیسہ کاریوں سے مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ کو آگاہ کرنے کے لئے ٹھوس لٹریچر مہیا کر سکے چنانچہ ادارہ کی طرف سے یہ دوسرا رسالہ "کتابتِ حدیث تا عہدِ تابعین" —— پیش کیا جا رہا ہے۔ جسے محمد خالد سیف —— متعلم ادارہ علوم اثریہ، سالِ دوم نے ترتیب دیا ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے یہ بات محقق ہو جاتی ہے کہ حدیث کی جمع و تدوین کا کام عہدِ رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا اور پھر عہدِ تابعین میں اس کی تکمیل ہوئی۔ ائمہ حدیث نے احادیث کے جو مجموعے

Marfat.com

ترتیب دیئے ہیں، ان میں اسی مراد کو منقح کیا ہے۔ نیز فقہی ترتیب اور تراجم قائم کر کے اسکی افادیت کو بڑھا دیا ہے، ورنہ حدیث کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ عہدِ رسالت سے دو صدی بعد کی پیداوار ہو۔

کتبِ حدیث کے حواشی اور اس قسم کے مقالہ جات کی اشاعت کے لئے ادارہ کے پیشِ نظر ایک خاص پروگرام ہے۔ اہلِ حدیث علماء اور دیگر اصحابِ علم ادارہ کے ساتھ علمی تعاون فرمائیں تو اس پروگرام کو وسعت دی جا سکتی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت کی مزید خدمت کی توفیق عنایت فرمائے کہ ہم موجودہ فتنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

محمد عبدہ الفلاح

خادم ادارہ علوم اثریہ، لائل پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے ا
بعض پیغمبروں کے ذریعے تو اپنے پیغام کو کتابی شکل میں بھی دُنیا کے لوگوں کے پاس بھیجا۔ اللہ تعالیٰ ک
ان مقدس پیغامبروں نے خدائے ذوالجلال کے پیغام کو بلاکم وکاست امن وعن انسانوں تک پہنچا
بلکہ اس کے مطالب بھی صحیح صحیح تشریح وتوضیح کے ساتھ سمجھا کر اپنے فرائض منصبی سے عہدہ برآ ہوتے ر
مگر افسوس کہ خالقِ کائنات کے پیام کے مجموعے اور حضرات انبیاء کرام کے تعلیمی نوشتے زیادہ دیر تک محفو
نہ رہ سکے حضرت آدمؑ سے لیکر ابراہیمؑ تک کے صحائف کا تو آج نشان تک بھی نہیں ملتا۔ توراۃ پر ا
ایسا دور آیا کہ ظالم انسان کے بے رحم ہاتھوں نے اس کے تمام نسخوں کو نیست و نابود کر دیا۔ پھر کچھ لو
نے اپنی یادداشت سے اس کے بعض اجزاء ترتیب دیئے مگر کچھ مدت بعد اس کا بھی وہی حشر ہوا۔ ا
آج ہمارے ہاتھوں میں تورات کا نسخہ تیسری مرتبہ کا ترتیب دیا ہوا ہے[۱]۔ اور اس کی جو کیفیت
ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ یہی حال انجیل کا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک دنیا میں مو
رہے، حالات کی ناسازگاری کے باعث انہیں موقع ہی نہ ملا کہ انجیل مقدس کی کتابت اور ا
مواعظِ حسنہ کے قلمبند کرانے کا انتظام فرماتے۔ آپ کے رفع الی السماء کے عرصہ بعد آپ کے تلا
نے اپنی یادداشت سے انجیل کو مرتب کیا اور پھر اور بھی بہت سے لوگوں نے انفرادی طور پر اناجی
جمع کیں، چونکہ ان تمام اناجیل میں بہت زیادہ اختلاف تھا، لہذا ان میں سے چار کو منتخب کر
اصل قرار دے دیا گیا۔ اس لئے اس مجموعہ کے متعلق یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ آیا یہ وہی کتاب اللہ
ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا، یا وہ نہیں ہے بلکہ بعد کے لوگ
نے اپنے طور اسے جمع کر لیا ہے۔ اس سے اندازہ فرمائیے کہ سابقہ آسمانی کتب کس طرح ناپید

۱۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا۔

Marfat.com

ہو گئیں اور جو موجود ہیں۔ ان میں کس قدر تحریف ہو چکی ہے۔

مذکورہ بالا تصریحات اس بات کی مظہر ہیں کہ امم سابقہ کتب الٰہیہ کی حفاظت نہ کر سکیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ایک اور قوم کا امتحان لینا چاہا اور انہیں کتاب عنایت فرمانے کیلئے منتخب کیا، یہ عرب تھے، وہی عرب کہ کتاب عطا کئے جانے سے قبل جن کی علمی حالت کچھ اس طرح کی تھی۔

قبل از اسلام عربوں کی تعلیمی حالت :-

ظہورِ اسلام سے قبل عربوں میں بے شمار برائیاں گھر کر چکی تھیں اور انہوں نے بے پناہ عیوب کو اپنا شعار بنا لیا تھا لیکن ان میں سب سے بڑی برائی جہالت اور سب سے بڑا عیب فقدانِ علم تھا۔ قاضی سلمانؒ منصور پوری عربوں کی اس وقت کی علمی حالت کے متعلق رقمطراز ہیں :-

"وہ لکھنے پڑھنے سے عاری ہوتے تھے، وہ اپنی تمام عمر اسی حالت میں پوری کر دیا کرتے تھے جو ایک ایسے بچہ کی ہوتی ہے جو نہ مکتب گیا نہ درس لیا، نہ قلم ہاتھ میں پکڑا نہ سبق زبان پہ جاری ہوا"(۱)

اور علامہ قاضی صاحب مرحوم ایک دوسرے مقام پر یوں لکھتے ہیں :-

"عرب کی جملہ اقوام (باستثنائے بعض افراد) لکھنے پڑھنے سے بے خبر، علوم سے بے بہرہ، فنون سے عاری، تمدن سے ناواقف، مصالحت اور معانی سے ناآشنا تھیں"(۲)

قبولِ اسلام کے بعد عربوں کی تعلیمی حالت :-

یہ بات بہت تعجب انگیز معلوم ہوتی ہے کہ اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی عربوں کی تعلیمی حالت اس قدر کیوں بدل گئی کہ چند روز قبل جو علم سے بالکل ناآشنا تھے آج ارباب علم و فضل میں شمار ہونے لگے۔ کل جو تہذیب سے ناواقف تھے آج ان پر ہزاروں تہذیبیں نازاں کی جا سکتی ہیں۔

---

(۱) رحمۃ للعالمین ج۲ ص۲۶ (۲) رحمۃ للعالمین ج۲ ص۳۰

Marfat.com

اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ان کے پاس خدا نے ذوالجلال کا جو سب سے پہلے پیغام پہنچا وہ لکھنے پڑھنے کے حکم پر ہی مشتمل تھا۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝[1]

اپنے رب کے نام سے پڑھیے جو خالق ہے جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا فرمایا، پڑھ کہ تیرا بزرگ و برتر رب وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھلایا اور انسان کو وہ کچھ سکھلا دیا جو وہ جانتا بھی نہ تھا۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسلمانوں میں کتابت و قرأت عام کرنے میں خوب دلچسپی لی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں سب سے پہلے آپ نے مسجد نبوی کی تعمیر کی اور اس مسجد کے ایک حصہ میں ہی اصحاب صفہ کی تعلیم کا انتظام فرمایا۔ یہ گویا سب سے پہلی "اسلامک یونیورسٹی" تھی۔ اس یونیورسٹی میں آپ نے کئی اساتذہ مقرر فرمائے جن میں حضرت عبداللہ بن سعید بن عاص[2] اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما خاص طور پر قابل ذکر ہیں[3]۔

ہجرت کے دوسرے سال جنگ بدر ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت سے سرفراز کیا۔ مسلمانوں نے بہت سے کافروں کو قید کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کی رہائی کا فدیہ مقرر کیا کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا جانتا ہو وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے[4]۔ اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششوں سے مدینہ میں ایک اچھی خاصی جماعت کتابت و قرأت سے واقف ہو گئی۔ صحابہ کرام کو بھی کتابت و قرأت کا شوق بڑی شدت سے دامن گیر

---

[1] سورہ ۹۶ آیت ۱ ۔ ۵ [2] اسد الغابہ لابن الاثیر ج ۳ ص ۱۷۵، الاصابہ لابن حجر ج ۲ ص ۳۲۷، الاستیعاب لابن عبد البر ج ۲ ص ۳۹۳ [3] التراتیب الاداریہ لعبد الحی الکتانی ج ۱ ص ۴۸ بحوالہ مقدمہ صحیفہ ہمام بن منبہ [4] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۲، مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۷

Marfat.com

تھا کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی کلام کی تبلیغ و حفاظت کے لئے کمربستہ ہو جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اس بار امانت کے اٹھانے میں امم سابقہ کی طرح ناکام ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو جزائے خیر دے کہ یہ اس امتحان میں کامیاب رہے۔ جس طرح قرآن مجید کی کتابت، تدوین اور حفاظت کے سلسلہ میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمات مخفی نہیں اسی طرح حدیث شریف کے باب میں بھی ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اس مقالہ میں ہم ان حضرات کی کتابت حدیث سے متعلقہ خدمات کا تذکرہ کریں گے۔ اور یہ ثابت کریں گے کہ منکرین حدیث اور مستشرقین کی یہ بات لغو ہے کہ حدیث کی کتابت و تالیف عہد رسالت میں نہیں ہوئی بلکہ دو صدی بعد میں عمل میں آئی ہے لہٰذا یہ قابل حجت نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ تاریخ حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ کتابت حدیث کی داغ بیل عہد رسالت میں ہی پڑ چکی تھی، عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہ تحریک پروان چڑھی اور عہد تابعین میں پورے عروج پر پہنچ گئی تھی۔ ان لوگوں کا انکار تاریخ حدیث سے ناواقفیت یا محض عناد کا نتیجہ ہے۔ اب ہم عہد رسالت، عہد صحابہ اور عہد تابعین میں کتابت حدیث پر بحث کرتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

عہدِ رسالت میں کتابتِ حدیث :۔

(۱) قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی نے قبیلہ بنو لیث کے ایک آدمی کو مکہ معظمہ میں قتل کر دیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مکہ معظمہ کی حرمت اور عزت نیز اس میں جدال و قتال کی ممانعت کے متعلق ایک خطبہ ارشاد فرمایا تو حاضرین میں سے یمن کے ایک ابو شاہ نامی شخص نے درخواست کی :۔

"اکتبوا لی یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتبوا لابی شاہ"

اے اللہ کے رسول! مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے تو آپ نے فرمایا: ابو شاہ کو یہ حدیث لکھ دو۔

---

(۱) بخاری شریف ج۱ ص۳۲۹، ج۱ ص۲۲، ج۱ ص۱۰۱۳۔ مسلم شریف ج۱ ص۴۳۹۔ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج۲ ص۱۷۱، ج۳ ص۳۵۸، ج۳ ص۲۹۲۔ سنن دارقطنی ج۳ ص۹۷، ۹۸۔ جامع ترمذی مع التحفہ ج۳ ص۳۷۵۔ مسند احمد ج۲ ص۲۳۸

اس حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو شاہ کی درخواست پر ان احادیث مبارکہ کی کتابت کا انتظام فرما دیا جو آپ نے اس خطبہ میں ارشاد فرمائی تھیں۔ اور کتابتِ حدیث کی یہ ایک مضبوط ترین دلیل ہے، چنانچہ امام احمدؒ فرماتے ہیں:

"لیس یروی فی کتابۃ الحدیث شیئ اصح من ھذا الحدیث لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم. أمرھم فقال اکتبوا لأبی شاہ"[1]

۲. طبرانی کبیر میں حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ:

قال قلت یا رسول اللہ انا نسمع منك اشیاء فنکتبھا ؟ قال اکتبوا ولا حرج[2]	میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! کیا ان احادیث کو قلمبند کر لیا کریں جو آپ سے سنتے ہیں تو آپ نے فرمایا لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور یہ اجازت تمام صحابہ کرامؓ کے لئے تھی کیونکہ آپ نے حکم کتابت جمع کے صیغہ کے ساتھ دیا۔

۳. مقتول خاوند کے خون بہا سے بیوی کو حصہ ملنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضحاکؓ بن سفیان کو لکھا تھا کہ اشیم کی دیت سے اس کی بیوی کو ورثہ دو، چنانچہ ان کا اپنا بیان ہے:

"کتب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اورث امرأۃ اشیم الضبابی من دیۃ زوجھا"[3]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف لکھا کہ میں اشیم ضبابی کی دیت سے اسکی بیوی کو ورثہ ادا کروں۔

---

[1] مسند احمد ص ۲۳۸ ج ۲۔ [2] منتخب کنز العمال علی حاشیۃ مسند احمد ص ۵۸ ج ۴، مجمع الزوائد ص ۱۵۱ ج ۱ قال الامام الہیثمی رواہ الطبرانی۔ [3] تاریخ بغداد ص ۳۴۳ ج ۸، سنن الدارقطنی ص ۷۶-۷۷ ج ۴، ط۔ دار المحاسن القاہرہ، سنن ابی داؤد مع عون المعبود ص ۹۰ ج ۳، جامع ترمذی مع التحفۃ ص ۱۸۴ ج ۳ وقال الامام الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح والعمل علی ھذا عند اھل العلم ص ۳۱۴ ج ۲، مسند احمد ص ۴۵۲ ج ۳، سنن ابن ماجہ ص ۱۹۴، مؤطا مالک ص ۳۳۹

Marfat.com

۴۔ حضرت ابوھریرۃ رضؓ روایت فرماتے ہیں :۔

"کان رجل من الانصار یجلس الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیسمع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث فیعجبہ ولا یحفظہ فشکا ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ انی لاسمع منک الحدیث فیعجبنی ولا احفظہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعن بیمینک واومأ بیدہ للخط"[۱]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک انصاری آدمی حدیثیں سُنا کرتا تھا، جن سے وہ بہت مسرور ہوتا لیکن انہیں یاد نہ رکھ سکتا تھا تو اس نے اپنے سوءِ حفظ کی حضور کے پاس شکایت کی تو آپ نے فرمایا اپنے داہنے ہاتھ سے مدد لو اور آپ نے لکھنے کا اشارہ فرمایا

یاد رہے کہ اس روایت کی سند میں الخلیل بن مرہ "منکر الحدیث" ہے۔ جیسا کہ امام ترمذی نے امام بخاریؒ کے حوالہ سے اسکی تصریح کی ہے لیکن خطیب نے اس کو ایسی سند سے بھی روایت کیا ہے جس میں خلیل بن مرہ نہیں ہے[۲] لہذا روایت قابل احتجاج رہی۔ وللہ الحمد

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے ایک یا دو ماہ قبل قبیلہ جُہینہ کے لوگوں کی طرف یہ حدیث لکھوا کر ارسال فرمائی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عکیم جہنی رضؓ فرماتے ہیں :۔

"اتانا کتاب رسول اللہ صلی اللہ

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

---

[۱] جامع ترمذی ص۔ ، جامع صغیر ص۳۲/۱ [۲] تقیید العلم ص۶۶ بحوالہ علوم الحدیث صبحی صالح ص۲۲ ، کنوز الحقائق ص۳۵/۱ ، مجمع الزوائد ص۵۲/۱

علیہ وسلم بارض جہینۃ قال	سے ایک یا دو ماہ قبل آپ کا خط ہمارے پاس
وانا غلام شاب قبل وفاتہ	جہینہ میں آیا جس میں آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ مردہ
بشہر او شہرین ان لا تنتفعوا	جانور کی کھال اور پٹھوں وغیرہ سے
من المیتۃ باھاب ولا عصب[۱] "	انتفاع مت کرو۔

اس روایت میں اگرچہ "بشہر او شہرین" کے الفاظ ہیں مگر بعض روایات میں جزم کے ساتھ "بشھر" ہے۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بڑے بڑے سرداروں اور دیگر ممالک کے حکمرانوں کے نام دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لئے دعوت نامے ارسال فرمائے تھے اور وہ مقدس تحریریں آج بھی کتب حدیث و سیر میں من وعن موجود ہیں چنانچہ جو تحریر آپ نے قیصر روم کی طرف لکھوا کر ارسال فرمائی تھی وہ درج ذیل ہے :۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد	بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ اللہ کے بندے
عبد اللہ و رسولہ الی ھرقل عظیم	اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف
الروم سلام علی من اتبع الھدیٰ	سے عظیم روم ہرقل کے نام ۔ سلامتی اس
اما بعد فانی ادعوک بدعایۃ	پر جو ہدایت کی اتباع کرے ۔ اس کے بعد
الاسلام اسلم تسلم یؤتک اللہ	بات یہ ہے کہ میں تمہیں اسلام کی دعوت
اجرک مرتین فان تولیت فان	دیتا ہوں ، مسلمان ہو جاؤ سلامت رہو گے
علیک اثم الاریسیین ویا اھل	اور اللہ تعالےٰ آپ کو دوگنا اجر عنایت
الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء	فرمائیں گے ۔ اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا

۱؎ مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۰، ۳۱۱، مسند ابی داؤد الطیالسی ج ۲ ص ۱۸۳، المعجم الصغیر للطبرانی ج ۲ ص ۱۲۵، ۲۱۷، سنن ابی داؤد ج ۴ ص ۱۱۳، سنن نسائی ج ۷ ص ۱۸۳، سنن ابن ماجہ ص ۲۶۶، جامع ترمذی مع التحفہ ج ۳ ص ۹۴، المحلی لابن حزم ج ۱ ص ۱۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۲۵

Marfat.com

بیننا ...... بانا مسلمون[1] تو تیری اس زمیندار رعایا کا گناہ بھی تیرے ذمہ ہوگا۔ پھر آپ نے "یا اہل الکتاب" سے "مسلمون" تک سورۃ آل عمران کی آیت تحریر فرمادی۔

حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی رقمطراز ہیں:-

"آپ نے خسرو[1] پرویز، قیصر روم[2]، شاہ حبش[3]، شاہ[4] ایلہ، شاہان[5] حمیر اور ہر صاحب جبروت والئی ملک کے پاس اپنی تحریریں بھیجیں[6]۔ ہندوستان کے راجہ سری بانک کے پاس حذیفہ بن واسامہ رض وغیرہ دس صحابیوں کی معرفت دعوت اسلام کی تحریر بھیجی[7]۔

"فاجاب و أسلم وقبّل كتاب النبي صلى الله عليه وسلم"[8]

اس راجہ نے دعوت قبول کی اور اسلام لایا اور آپ کی تحریر کو بوسہ دیا۔

اسی طرح منذر والئی عمان کو تحریر بھیجی۔ واقدی کہتا ہے کہ میں نے یہ تحریر دیکھی ہے[9]۔

اسی طرح آپ نے مصر و اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف حاطب رض بن ابی بلتعہ، ملک عمان کی طرف عمرو رض بن عاص، صاحب یمامہ ہوذہ بن علی کی طرف سلیط بن عمرو رض عامری اور حرث بن ابی شمر غسانی کی طرف شجاع رض بن وہب کو خطوط دیکر بھیجا تھا۔ حافظ ابن القیم نے زاد المعاد میں ان خطوط کا مفصل تذکرہ کیا ہے[10] نیز حافظ زیلعی نے "نصب الرایہ" کے اختتام پر مکاتیب نبوی کا تذکرہ کیا ہے[11]

---

۱ صحیح بخاری ص ۵ ج ۱، ص ۴۱ ج ۱، ص ۴۱۳ ج ۱، ص ۴۱۸ ج ۱، ص ۶۵۴ ج ۲، ص ۹۲۶ ج ۲
صحیح مسلم ص ۹۸ ج ۲، مسند الامام احمد ص ۲۶۳ ج ۱

---

۱ تاریخ بغداد ص ۱۳۲ ج ۱ ۲، ۳ صحیح مسلم ص ۹۹ ج ۲ ۴ صحیح مسلم ص ۲۲ ج ۲ ابن ہشام ص ۴۱۴ ج ۳ ۵ کتاب الخراج لیحیٰ ص ۱۱۹
۶ صحیح مسلم ص ۹۹ ج ۲ ۷ میزان الاعتدال ص ۱۹۳ روی ہذه القصة علی بن احمد الدیلی عن اسحاق بن ابراہیم الطوسی وقال فیہ الذہبی لا یعرف وخبرہ باطل۔ واللہ اعلم بالصواب ۸ زاد المعاد ص ۵۹ ج ۲ طبع المیمنیہ مصر ۹ جمع القرآن والاحادیث ص ۳۲ ۱۰ زاد المعاد ص ۵۶-۵۹ ج ۲ ۱۱ نصب الرایہ ص ۴۱۸ ج ۴ – ص ۴۲۵ ج ۴

مختصر یہ کہ وہ خطوط اور وثائق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں سرداروں اور مختلف قبائل کے نام مختلف اوقات میں لکھوائے تھے' ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچتی ہے' افسوس کہ یہ مختصر مقالہ ان کے تفصیلی تذکرہ کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ تفصیل کے شائقین کو یہ خطوط و وثائق نبوی، حلبی، قسطلانی، سیرت ابن ہشام، طبقات ابن سعد، مقریزی، الروض الانف للسہیلی، تاریخ دمشق لابن عساکر، البدایۃ والنہایۃ، تاریخ طبری وغیرہ مختلف کتب کی ورق گردانی سے مل سکتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے اپنی کتاب "مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے خطوط اور وثیقے جمع کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ خیر الجزاء۔

۷۔ حضرت ابوھریرۃ رضؓ فرماتے ہیں کہ:۔

مامن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حدیثا عنہ منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو رضؓ فانہ کان یکتب ولا اکتب[۱]۔

مجھ سے زیادہ صحابہ کرام رضؓ میں سے کسی کو احادیث ازبر نہ تھیں۔ مگر عبد اللہ بن عمرو رضؓ کو مجھ سے بھی زیادہ یاد تھیں۔ اسلئے کہ وہ لکھ لیا کرتے تھے اور میں نہیں لکھا کرتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضؓ نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کی کتابت کی اجازت لے رکھی تھی' "استأذن فی الکتاب عنہ فاذن لہ[۲]" اور اس واقعہ کو ان کی اپنی زبانی ہی تفصیل سے سنیے' فرماتے ہیں:۔

"کنت اکتب کل شیئ اسمعہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ارید حفظہ' فنھتنی قریش وقالوا تکتب کل شیئ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو تحریر کر لیا کرتا تھا تاکہ اسے بآسانی حفظ کر سکوں' یہ دیکھکر قریشیوں نے مجھے روکا اور کہا کہ تم ہر بات ہی قلمبند کر

۱۔ البخاری شریف ص ۲۲ ج ۱، جامع ترمذی مع التحفۃ ص ۳۷۶ ج ۳، سنن دارمی ص ۱۲۵ ج ۱، مستدرک للحاکم ج ۱ ص ۱۰۵، الاصابہ ص ۲۰۳ ج ۴، اسد الغابہ ص ۲۳۳ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۱۵۱ ج ۱

۲۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۳، شرح معانی الآثار للطحاوی ج ۲ ص ۳۸۴، اسد الغابہ ص ۲۳۲ ج ۳

Marfat.com

بتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتاب حتی ذکرت ذلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاومی باصبعہ الی فیہ وقال اکتب فوالذی نفسی بیدہ ما یخرج منہ الاحق[1]"

لیتے ہو حالانکہ حضور بشر ہیں کبھی خوشی کے عالم میں ہوتے ہیں اور کبھی ناراضگی کے عالم میں تو میں نے لکھنا ترک کر دیا حتی کہ میں نے حضور کے پاس اس بات کا تذکرہ کیا تو آپ نے انگشت کے ساتھ دہن مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ تم لکھ لیا کرو۔ رب ذوالجلال کی قسم میرے منہ سے ہر حالت میں حق بات ہی نکلتی ہے۔"

خط کشیدہ الفاظ پہ ذرا سا غور کرنے سے کوئی عقل مند انسان بھی عہد رسالت میں کتابت حدیث کے انکار کی ناپاک جسارت نہیں کرسکتا اور منکرین کے انکار کو حقائق سے عدم واقفیت، عناد یا جہالت پر محمول کیا جائے گا۔ محدث مبارکپوری بھی تو فرماتے ہیں:۔

"قد ظن بعض الجہلۃ فی ھذا الزمان ان الاحادیث النبویۃ لم تکن مکتوبۃ فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی عہد الصحابۃ رضی اللہ عنہم وانما کتبت وجمعت فی عہد التابعین قلت ظن بعض الجہلۃ ھذا فاسد مبنی علی عدم وقوفہ علی حقیقۃ الحال[2]"

اس زمانہ کے بعض جاہلوں کا گمان ہے کہ احادیث نبویہ نہ تو عہد نبوی میں احاطہ تحریر میں لائی گئیں اور نہ عہد صحابہ میں بلکہ تابعین کے دور میں لکھی گئیں تو میں کہتا ہوں کہ جہلاء کا یہ گمان فاسد اور حقیقت حال سے عدم واقفیت پر مبنی ہے۔

ان لوگوں نے نہایت دیدہ دلیری سے حقائق کا منہ چڑایا ہے اسی وجہ سے تو محدث مبارکپوری کو

---

[1] سنن دارمی ص۱۲۵ ج۱، مسند احمد ص۱۶۲ ج۲، سنن ابی داؤد ص۲۵۶ ج۲، مستدرک حاکم ص۱۰۴ ج۱، تفسیر ابن کثیر ص۲۴۷ ج۴، اسد الغابہ ص۲۳۳ ج۳
[2] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص۱۸

کچھ نرم لہجہ اختیار کرنا پڑا اور ایک حق کو ایسا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ مستند کتب حدیث و تاریخ میں کتابت حدیث در عہد رسالت کے بیشمار دلائل ملتے ہیں اور یہ حضرات ہیں کہ انکار کئے جاتے ہیں تو پھر ان کی جہالت پر کیوں نہ ماتم کیا جائے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے احادیث کو ضبط تحریر میں لانے کے متعلق ہو رہی تھی، بلکہ کتابت حدیث کا کام تو اس وقت ہی شروع ہو چکا تھا جب یہ ابھی بچے ہی تھے چنانچہ اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی کی ایک جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی، میں بھی ان میں شامل تھا اور تمام حاضرین کی نسبت کم عمر تھا، حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"جو مجھ پر قصداً جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے"۔

جب مجلس برخاست ہو گئی اور تمام حضرات وہاں سے چل دیئے تو میں نے ان سے کہا یہ وعید سن لینے کے بعد آپ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے کی جسارت کیسے کرتے ہیں۔ تو وہ مسکرائے اور فرمانے لگے:۔

"یا ابن اخینا ان کل ما سمعنا منہ عندنا فی کتاب"۔

برادر زادے! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے جس قدر احادیث سنی ہیں وہ تمام "کتاب" میں لکھی ہوئی ہیں۔

صحابہ کرام رضی کا یہ جواب واضح ہے یعنی جب ہم آنحضرت کے ایک ایک ارشاد کو قلمبند کر لیتے ہیں تو پھر تحریر سے یہ وعید کیوں مانع ہو؟

حدیث قرطاس

۸۔ حضرت ابن عباس رضی روایت فرماتے ہیں کہ جب مرض الموت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"ایتونی بکتاب اکتب لکم کتاباً لا تضلوا بعدہ" میرے پاس قلم کاغذ وغیرہ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک

۱؎ مجمع الزوائد ص ۱۵۲ ج ۱ ۲؎ صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲، ص ۴۲۹ ج ۱، ص ۴۴۹ ج ۱، ص ۶۳۸ ج ۱، ص ۸۴۶ ج ۲، ص ۱۰۹۵ ج ۲، صحیح مسلم ص ۴۲، ۴۳، مسند احمد ص ۲۳۳ ج ۱، ص ۳۲۴، ۳۲۵ ج ۱، ص ۳۳۶ ج ۱، ص ۳۵۵ ج ۱، ص ۲۹۳ ج ۱، ص ۹۰ ج ۱، ص ۳۴۶ ج ۳، ص ۲۲۲ ج ۱

Marfat.com

ایسی کتاب لکھ دوں جسکے بعد تم صراطِ مستقیم کو
گم نہ پاؤگے۔

اس حدیث میں صراحت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں ایک کتاب لکھ کر دینے کا اظہار فرمایا لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہوسکا کیونکہ فرطِ غم کی وجہ سے صحابہ کرام رض پر بھی اضطراب کی کیفیت طاری تھی اسلئے کسی نے تو آپ کے ارشاد کے متعلق سمجھ لیا کہ معلوم نہیں آپ واقعی کچھ لکھوانا چاہتے ہیں یا غلبہ مرض کی وجہ سے گھبراہٹ میں ایسا فرمارہے ہیں، جیسا کہ "ماشانہ اھجرا ستفھموہ" کے الفاظ سے واضح ہے اور بعض حضرات کا خیال تھا کہ حضور جو کچھ فرمارہے ہیں اسکی تعمیل ہونی چاہیئے حضرت عمر فاروق رض نے سمجھا کہ اس وقت بھی آپ کو اُمت کا غم لاحق ہے جبکہ آپ خود بھی انتہائی تکلیف میں مبتلا ہیں آپ کچھ ہدایات اور پند و نصائح وغیرہ لکھوانا چاہتے ہیں تاکہ بعد میں اُمت کے افراد کہیں راہ ہدایت چھوڑ کر غلط راستہ نہ اختیار کرلیں، لیکن شدتِ الم و مرض میں آپ کو یہ زحمت نہیں اٹھانی چاہیئے کیونکہ امت مسلمہ کی ہدایت کیلئے کتاب اللہ موجود ہے اور یہی کتاب، انشاءاللہ ضلالت و گمراہی سے بچانے کے لئے کافی ہوگی۔ اسی لئے فرمایا "حسبنا کتاب اللہ" تو اس حدیث سے بھی عہدِ نبوی میں کتابتِ حدیث کا ثبوت ملتا ہے کیونکہ آپ نے اس کا ارادہ فرمایا تھا اور اگر اسکی تکمیل نہیں ہوسکی تو وہ ان اسباب کے پیشِ نظر تھی جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے:

۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث[۱] کی کتابت کرنے والوں کو نوید مغفرت سنائی فرمایا:

"من کتب عنی اربعین حدیثا رجاء ان یغفر اللہ لہ غفر لہ"	جو شخص میری چالیس حدیثوں کو مغفرت کی امید سے ضبطِ تحریر میں لائے گا تو اللہ تعالی اسکی مغفرت کردیگے۔

• ہر نیکی کے کام میں سبقت کا مظاہرہ کرنے والے صحابہ کرام رض کے متعلق کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ مغفرت کی اس بشارت کے سننے کے بعد انہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ نہ لیا ہوگا۔

---

[۱] منتخب کنز العمال علی حاشیہ مسند احمد جلد ۴ ص ۵۸

صلی اللہ علیہ وسلم نے تو احادیث کے باسناد لکھنے کا بھی حکم فرمایا تھا:۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کتبتم الحدیث فاکتبوہ باسنادہ[۱]" "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم حدیث کو لکھو تو اسے باسناد لکھو"

اور حضور کے اسی ارشاد کے پیشِ نظر جناب حضرت علی رضؓ تے اپنے محرّروں کو سندوں کے ساتھ احادیثِ نبویہ لکھنے کا حکم دے رکھا تھا اور آپ کے اسی فرمان کی تعمیل میں ہی حضرت محدثین کرامؒ نے احادیث کی اسانید کے حفظ و ضبط کا اس قدر التزام کیا کہ آج حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک ایک ارشاد باسناد موجود ہے اور یہ محدثین کرامؒ کی مساعی حسنہ کا ثمرہ ہے کہ حفاظتِ اسناد بھی ان خصوصیات میں شمار ہوتی ہے جو اس امت کا طرۂ امتیاز ہیں اور پوری امت اس سلسلہ میں حضرات محدثین کرامؒ کی رہینِ منت ہے۔

فجزاھم اللہ عنا وعن المسلمین خیر الجزاء۔ آمین!

صحیفۂ عمرو بن حزمؓ

۱۱۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ھ میں حضرت عمرو بن حزمؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو انہیں حدیثوں کی ایک ضخیم کتاب لکھوا کر عنایت فرمادی۔ اس کتاب میں تلاوتِ قرآن مجید، نماز، زکوٰۃ، طلاق، عتاق، قصاص، دیت، فرائض وسنن اور کبیرہ گناہوں کی تفصیل وغیرہ مختلف مسائل کے متعلق ارشاداتِ نبوی مندرج تھے، گویا یہ حدیث کی پہلی کتاب تھی جسے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا، چنانچہ سنن نسائی میں ہے:۔

---

[۱] بغیۃ الوعاۃ للسیوطیؒ ص۴۵۴ بحوالہ جمع القرآن والاحادیث

[۲] منتخب کنز العمال ج۵ ص۱۴، مستدرک حاکم ص

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الی اھل الیمن کتاباً فیہ الفرائض والسنن والدیات وبعث بہ مع عمرو بن حزمؓ"[1]	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن کے لئے ایک کتاب لکھی جس میں فرائض، سنن اور دیت وغیرہ کے مسائل مندرج تھے اور یہ کتاب بدست عمرو بن حزم بھیجی"

اس کتاب کے متعلق امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں:-

"جاء نی ابو بکر بن حزم بکتاب فی رقعۃ من ادم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا من اللہ ورسولہ یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود فتلا منھا آیات"[2] الخ	ابو بکر بن حزم چمڑے کے ایک ٹکڑے میں رسول اللہ کی کتاب کو لائے۔ اس میں تحریر تھا کہ یہ اللہ اور اسکے رسول کا بیان ہے کہ "یا ایھا الذین آمنوا اوفوا بالعقود" الخ

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک نوشتہ کو امام زہریؒ نے حضرت عمروؓ بن حزم کے پوتے جناب ابو بکرؒ بن حزم کے پاس دیکھا تھا اور اسے انہوں نے پڑھا بھی تھا۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق نبی اکرم

---

[1] نسائی ج ۲ ص ۲۵۲ ط۔ المکتبۃ السلفیہ لاہور، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۸۵، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۸۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۳۵، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۳۹۵-۳۹۷، السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۹۱-۹۲، ... المحلی ج ۱۰ ص ۴۱۲، تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۲۲، المغنی لابن قدامہ ج ۲ ص ۶۰۲-۶۰۹، التلخیص الحبیر ج ۲ ص ۳۴، نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۴۲-۳۴۹

[2] نسائی ج ۲ ص ۲۴۸ ط۔ المکتبۃ السلفیہ۔ لاہور

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات معلوم کرنے کیلئے مدینہ طیبہ میں ایک آدمی کو بھیجا جس کو جستجو کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تحریریں مل گئیں ان میں سے ایک یہی کتاب تھی جسے عمرو بن حزم کے ہاتھ اہل یمن کی طرف بھیجا تھا، چنانچہ امام دارقطنی رح رقمطراز ہیں :۔

ان عمر بن عبد العزیز حین استخلف أرسل الی المدینة یلتمس عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الصدقات فوجده عند آل عمرو رض بن حزم کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی عمرو بن حزم رض فی الصدقات ووجد عند آل عمر رض بن الخطاب کتاب عمر رض الی عماله فی الصدقات بمثل کتاب النبی صلی الله علیه وسلم الی عمرو بن حزم فامر عمر رح بن عبد العزیز عماله علی الصدقات ان یأخذوا بما فی ذینك الکتابین[1]

حضرت عمر بن عبد العزیز رح جب خلیفہ بنے تو انہوں نے مدینہ طیبہ میں عہد نبوی کے نظام زکوٰۃ کی تفصیل معلوم کرنے کیلئے ایک آدمی بھیجا تو اسے جستجو کرنے کے بعد آل عمرو بن حزم کے پاس حضور کی صدقات کے متعلق وہ کتاب دستیاب ہو گئی جسے آپ نے عمرو رض بن حزم کی طرف لکھا تھا، اسی طرح اسے آل عمر رض کے پاس حضرت عمر رض کی صدقات سے متعلقہ وہ کتاب مل گئی جو انہوں نے اپنے عمال کی طرف تحریر کر کے بھیجی تھی اور یہ کتاب حضور کی مذکورہ کتاب جیسی ہی تھی، تو حضرت عمر بن عبد العزیز رح نے اپنے عاملین صدقات کو حکم دیا کہ تم ان دونوں کتابوں کے مطابق عمل کرو۔

حافظ ابن کثیر رح اس کتاب پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں :۔

" فهذا الکتاب متداول بین ائمة الاسلام قدیماً وحدیثاً یعتمدون

زمانہ قدیم و جدید میں یہ کتاب ائمہ اسلام کے درمیان متداول رہی ہے اور اسی

---

[1] سنن الدارقطنی ج۲ ص۱۱

١٧٧٥٠

عليه ويفزعون في مهمات هذا الباب إليه، كما قال يعقوب بن سفيان لا أعلم في جميع الكتب كتاباً أصح من كتاب عمرو بن حزم رض كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يرجعون إليه ويدعون آراءهم"

پر ائمہ دین کا اعتماد رہا ہے۔ اس باب کے اہم مسائل کیلئے وہ اسی کتاب کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ عمرو بن حزم کی کتاب سے بڑھکر بھی کوئی صحیح کتاب ہے۔ اصحاب رسول رض کا مرجع یہی کتاب تھی اور اس کے مقابل وہ اپنی آراء چھوڑ دیا کرتے تھے۔

حافظ ابن القیم رح اس کتاب کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:۔

"هو كتاب عظيم فيه أنواع كثيرة من الفقه في الزكاة والديات والأحكام وذكر الكبائر والطلاق والعتاق وأحكام الصلوٰة ومس المصحف وغير ذلك قال الإمام أحمد لا شك أن النبي صلى الله عليه وسلم كتبه"

یہ ایک بہت بڑی کتاب ہے، اس میں زکوٰۃ، دیات، احکام، کبائر، طلاق، عتاق، احکام نماز اور مس مصحف "قرآن مجید کو چھونا" وغیرہ بہت سے مسائل شرعیہ کا ذکر ہے۔ حضرت امام احمد رح اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ بلاشک یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر کرائی ہوئی کتاب ہے۔

غور فرمائیے کہ کتابت حدیث در عہد رسالت کی یہ کس قدر مضبوط دلیل ہے۔ کیا اس کے بعد بھی کسی اور ثبوت کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اگر آپ کہیں کہ اس کی سند تو منقطع ہے؟ تو ہم عرض کریں گے کہ یہ درست ہے کہ اس کی سند کے اتصال و انقطاع میں علماء کا

۱ـ

۲ـ زاد المعاد ج ۱ ص ۳۰

اختلاف ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ متصل سند سے ہی مروی ہے چنانچہ شیخ احمد محمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"وقد تکلم العلماء طویلاً فی اتصال اسنادہ وانقطاعہ والراجح الصحیح عندنا انہ متصل صحیح"[1]

اس کی سند کے اتصال و انقطاع کے متعلق علماء کرام کی طویل بحثیں ہیں، لیکن ہمارے نزدیک راجح اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ متصل اور صحیح سند سے مروی ہے۔

اس کی اسناد کی صحت کے پیشِ نظر ہی تو ائمہ دین نے اسے قبول فرمایا ہے، چنانچہ علامہ زیلعی رحمہ اللہ بعض حفاظِ حدیث سے نقل فرماتے ہیں:۔

"ونسخۃ کتاب عمرو بن حزم تلقاھا الائمۃ الاربعۃ بالقبول وھی متوارثۃ کنسخۃ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ"[2]

عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی کتاب کو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ نے شرفِ قبولیت بخشا ہے اور یہ نسخۂ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کی طرح توارثاً منقول ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"اسنادہ صحیح وھو من قواعد الاسلام"[3]

اس کی اسناد صحیح ہے اور یہ کتاب اسلام کے قواعد پر مشتمل ہے۔

تو ثابت ہوا کہ علماء سلف و خلف حضرات ائمہ اربعہ، حضرت عمر بن عبد العزیز، امام حاکم، امام ابن کثیر، امام یعقوب بن سفیان وغیرھم رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین نے اس کی صحت اور اتصال کے پیشِ نظر ہی اسے شرفِ قبولیت بخشا ہے اور یہ بھی گزر چکا ہے کہ حضرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مرجع اور ماخذ بھی یہ کتاب تھی تو یہ عہدِ نبوی میں کتابتِ حدیث کی ایک ناقابلِ تردید دلیل ہے جس کا منکرین کے پاس کوئی جواب نہیں۔

---

[1] الرسالۃ الامام الشافعی رحمہ اللہ مع تعلیقات الشیخ احمد شاکر رحمہ اللہ ص ۴۲۳ بحوالۃ التعلیقات السلفیہ علی سنن النسائی رحمہ اللہ ج ۲ ص ۲۴۴

[2] نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۴۲، صحیح ابن حبان رحمہ اللہ فی النوع السابع والثلاثین من القسم الخامس بحوالہ نصب الرایہ ج ۲ ص ۳۴۱

[3] نصب الرایہ ص ۳۴۱، ۳۴۲ (ج ۲)

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب صحیفہ ہمام بن منبہ کے دیباچہ میں اس صحیفہ کے متعلق فرماتے ہیں :-

" عمرو بن حزمؓ نے اس قیمتی دستاویز کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ اکیس دیگر فرامین نبوی بھی فراہم کئے جو بنی عادیا اور بنی عریض کے یہودیوں، تمیم داریؓ، قبائل جہنیہ و جذام و طئی و ثقیف وغیرہ کے نام موسومہ تھے اور ان سب کی ایک کتاب تالیف کی، جو عہد نبوی کے سیاسی دستاویزوں یا سرکاری پروانوں کا اولین مجموعہ خیال کیا جا سکتا ہے۔ اس کی جو روایت تیسری صدی ہجری میں دیبل (پاکستان) کے مشہور محدث ابو جعفر الدیبلی نے کی ہے ——— اور جن کے حالات انساب سمعانی کے مادہ دیبلی اور معجم البلدان یاقوت کے مادہ دیبل میں بھی ملتے ہیں ——— محفوظ ہے اور ہم تک پہنچی ہے چنانچہ "اعلام السائلین عن کتب سید المرسلین" کے نام سے ابن طولون نے جو کتاب تالیف کی ——— اور جس کا نسخہ بخط مؤلف کتب خانہ "المجمع العلمی" دمشق میں محفوظ ہے۔ نیز جو چھپ بھی گئی ہے ——— اس میں حضرت عمرو بن حزمؓ کی یہ تالیف بطور ضمیمہ شامل اور محفوظ کر دی گئی ہے[۲] :-

کتاب الصدقۃ

۱۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات بابرکات کے آخری ایام میں زکوٰۃ کی بابت کی احادیث کو ماتحت حکام کے پاس بھیجنے کے لئے کتابی شکل میں جمع کرا دیا تھا اور اس مجموعہ کا نام "کتاب الصدقۃ" تھا۔ خلفاء راشدین کے دور میں اسی کتاب پر عمل ہوتا رہا۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں اس کی دوبارہ کتابت کرائی۔ یہ وہ دور تھا جس میں تدوین حدیث کا کام زوروں پر تھا۔ کئی محدثین عظام رحمہم اللہ نے اس کتاب نبوی کو ازبر کیا جیسے کہ حضرت امام زہریؒ کے متعلق ہم بھی ذکر کر چکے اور پھر اسے اپنی اپنی تالیفات میں درج کر دیا۔ اس طرح سرمایہ حدیث کے دفاتر کی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ کتاب زینت بن گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ انفاس مبارکہ آج بھی ہماری راہنمائی کے لئے من وعن موجود ہیں۔ اسی لئے تو ہم کہتے ہیں۔

۲۔ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ صفحہ ۲۶، ۳۲

Marfat.com

اہل الحدیث ہم اہل النبی   ان لم یصحبوا نفسہ انفاسہ صحبوا

حضور کی اس کتاب کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ فرماتے ہیں :۔

"کتب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کتاب الصدقۃ فلم یخرج الی عمالہ حتی قبض فعمل بہ ابوبکرؓ حتی قبض ثم عمل بہ عمر حتی قبض وھی عند آل عمرؓ"[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "کتاب الصدقہ" لکھوائی۔ لیکن آپ ابھی تک اسے عاملوں کے پاس نہ بھیج سکے تھے کہ رحلت فرماگئے صدیق اکبر رضؓ نے زمانہ خلافت میں اسی پر عمل کیا۔ پھر فاروق اعظمؓ نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ وہ بھی خالق حقیقی سے جا ملے۔ اور یہ کتاب آل عمر رضؓ کے پاس رہ گئی۔

اس روایت کے جملہ "فعمل بہ ابوبکر حتی قبض" کی تفصیل صحیح بخاری میں یوں موجود ہے۔

"ان ابابکرؓ کتب لانس رضؓ ھذا لما وجھہ الی البحرین۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم[2] الخ"

جناب صدیق اکبر رضؓ نے جب حضرت انس رضؓ کو بحرین کے علاقہ میں بھیجا تو انہیں یہ لکھ کر دیا بسم اللہ الرحمان الرحیم یہ صدقہ کا فریضہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض کیا تھا۔

بعض روایات میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے :۔

"وعلیہ خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]"

اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر بھی ثبت فرمائی تھی۔

اس کتاب کے متعلق حضرت امام ابن شہاب زہریؒ فرماتے ہیں :۔

---

[1] سنن ابی داؤد مع العون ص ۶ ج ۲، السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ص ۸۸ ج ۴، المستدرک للحاکمؒ ص ۳۹۲، ۳۹۳ ج ۱، سنن الدارقطنی ص ۱۱۶ ج ۲ [2] صحیح بخاری ص ۱۹۵ ج ۱، ص ۱۹۶ ج ۱، ص ۳۴۸ ج ۱، ص ۱۰۲۹ ج ۲ [3] سنن ابی داؤد ص ۹ ج ۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ص ۸۶ ج ۴، المستدرک للحاکمؒ ص ۳۹۰ ج ۱، سنن الدارقطنی ص ۱۱۲ ج ۲

"ثم قرأتها سالم فوعيتها وهي التي انتسخ عمر بن عبد العزيز"

فاروق اعظمؓ کے پوتے سالمؒ نے مجھے یہ کتاب پڑھائی تو میں نے اسے حفظ کر لیا اور یہ وہی کتاب ہے جس کی حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز نے از سرِ نو کتابت کرائی تھی۔

۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث مبارکہ کو ضبطِ تحریر میں لانے کے متعلق خود حکم فرمایا تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

"عن عبد الله بن عمروؓ قال قال النبي صلى الله عليه وسلم قيدوا العلم قلت وما تقييده قال كتابته"

حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، علم کو مقید کر لو تو میں نے عرض کیا کہ مقید کرنے سے آپ کی مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا لکھنا

تو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ کرامؓ کو کتابت حدیث کی ترغیب دیتے تھے تو حضرات صحابہ کرامؓ نہ صرف خود اس ارشاد نبوی پر عمل پیرا رہے بلکہ احادیث کو قلمبند کرنے کے متعلق اپنی اولاد کو نصیحتیں بھی کرتے رہے حضرت انسؓ نے اپنے بچوں سے فرمایا تھا۔

یا بنی قیدوا هذا العلم — اے میرے بچو! اس علم کو ضبطِ تحریر میں لاؤ

ائمہ دین نے اسی فرمان نبوی کے پیشِ نظر اپنی زندگیاں وقف کر کے انتہائی جدوجہد کے بعد حدیث کے ان عظیم دفاتر کو مرتب کر کے امت پر احسان عظیم فرمایا۔ مگر ان کی ستم ظریفی دیکھئے کہ حضرات ائمہ کی ان مساعی حسنہ کو عجمی سازش قرار دیا جا رہا ہے

۱؎ سنن ابی داؤد مع عون المعبود ج۳ ص۹۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۸۹، المستدرک للحاکم ج۱ ص۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، سنن الدارقطنی ج۱ ص۱۱۶

۲؎ المستدرک للحاکم ج۱ ص۱۰۶، جامع صغیر للسیوطی ج۲ ص۸۳، کنوز الحقائق للمناوی ج۲ ص۲۶، تاریخ بغداد ج۱۰ ص۴۶، مجمع الزوائد ج۱ ص۱۵۲ وان کان فی هذه الروایة عبد الله بن المؤمل وقال فیه الامام احمد احادیثه مناکیر وثقه ابن معین و ابن حبانؒ وقال ابن سعد ثقة قلیل الحدیث، مجمع الزوائد ایضاً

"کتابتِ حدیث عہدِ صحابہؓ میں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کتابت حدیث کا حکم دیا تو شمع رسالت کے جانثار پروانوں نے حضور کے اسوۂ مبارکہ کی ایک ایک ادائے دلنواز کو عشاق رسالت پناہ تک پہنچانے کے لئے جس طرح اہتمام کیا، کتب احادیث وسیر اس کے تذکرہ سے معمور ہیں۔ کتابتِ حدیث کی روایت کے راوی جناب عبداللہ بن عمروؓ کو دیکھئے کہ حضورؐ کے ارشادات کو ضبطِ تحریر میں لانے کے لئے کس طرح سرگرم عمل ہیں۔ ان کی سرگرمیوں کا تذکرہ ہم جناب ابو ھریرہؓ کی زبانی پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں۔ اب یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ آپ کی شب و روز کی مساعی جمیلہ کا یہ ثمرہ طیبہ تھا کہ آپ نے ایک جامع کتاب مرتب فرمائی تھی جس کا ہم ذیل میں کچھ ذکر کرتے ہیں۔

الصحیفۃ الصادقۃ

یہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بن العاص کے صحیفہ کا نام ہے جس میں انہوں نے ملفوظات نبوی کو قلمبند کیا ہوا تھا اور یہ گزر چکا ہے کہ کتابت کے لئے انہوں نے حضور سے خاص اجازت بھی لے رکھی تھی۔ اپنے اس صحیفہ کے متعلق خود ہی فرماتے ہیں۔

الصادقۃ صحیفۃ کتبتھا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]

الصادقہ وہ صحیفہ ہے جس میں نے فرامین نبوی کو قلمبند کیا ہوا ہے۔

اور اپنے اس صحیفہ پر انہیں بڑا ناز بھی تھا، اسی لئے تو فرمایا کرتے تھے:۔

ما یرغبنی فی الحیاۃ الا خصلتان الصادقۃ والوھطۃ فاما الصادقۃ فصحیفۃ کتبتھا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واما الوھطۃ فارض تصدق بھا عمرو بن العاص الخ[2]

مجھے زندگی میں دو چیزوں سے بہت خوشی ہے ایک تو صحیفہ صادقہ جس میں میں نے ارشادات نبوی کو تحریر کیا ہے، اور دوسری وھط زمین جسے میرے ابا جان نے صدقہ کر دیا تھا۔

۱۔ تقیید العلم ص۸۴ بحوالہ علوم الحدیث للدکتور صبحی صالح ۲۔ جامع بیان العلم ص۷۲ ج۱، تقیید العلم ص۸۴-۸۵ و فارق المحدث الفاصل ج۴ ورقۃ ۲ وجہ ۲ "علوم الحدیث" سنن دارمی ص۱۲۷ ج۱، اسد الغابۃ ص۲۴۴ ج۳، الطبقات الکبریٰ لابن سعد ص۳۷۳ ج۲ ط۔ بیروت

"یہ صحیفہ بہت مدت تک ان کے خاندان میں موجود رہا۔ ان کے پوتے عمرو بن شعیب اسی کو ہاتھ میں رکھکر درس دیا کرتے تھے۔ حضرت امام احمد رحمۃ اللہ پر اللہ تعالیٰ ہزارہا رحمتیں نازل فرمائے کہ انہوں نے اپنی ضخیم و قابل قدر مسند، میں مدغم فرما کر ہمارے لئے محفوظ فرما دیا۔ عبد اللہ بن عمرو کی اس تالیف کا ذکر ابن منظور نے لسان العرب مادہ قہم، میں بھی کیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک دن ہم حضرت عبد اللہ رضہ کے پاس تھے، ان سے پوچھا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر انہوں نے ایک پرانی صندوق منگوائی، اس میں سے ایک کتاب نکال کر اس پر نظر ڈالی پھر کہا" ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اور جو کچھ فرما رہے تھے لکھتے جا رہے تھے۔ اس وقت آپ سے پوچھا گیا، کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرقل کے بیٹے کا شہر پہلے فتح ہوگا، یعنی قسطنطنیہ" اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد اللہ بن عمرو ہی نہیں صحابہ کرام رضہ کی ایک جماعت کی جماعت ملفوظات نبوی کو لکھا کرتی تھی ۱؎ ،،

اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب کافی ضخیم تھی کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہونے والے ایک ایک لفظ کو احاطۂ تحریر میں لے آیا کرتا تھا۔ جیسا کہ قبل ازیں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ دیکھئے حدیث کنت اکتب کل شیئی الخ۔ نیز ہماری تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں :۔

حفظت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم — میں نے حضور سے ایک ہزار ضرب الامثال یاد کیں۔
الف مثل ۲؎ ،،

ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان بیان فرمودہ امثال کو بھی جناب عبد اللہ نے دوسری احادیث کے ساتھ ساتھ "الصحیفۃ الصادقۃ" میں ذکر فرمایا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

صحیفۂ حضرت انس رضہ

حضرت انس رضہ بن مالک وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنہیں دس سال خدمت رسول کی سعادت نصیب ہوئی۔

۱؎ دیباچہ صحیفہ ہمام بن منبہ۔ مع تغیر یسیر ص۳۳ ۲؎ اسد الغابہ جلد ۳ ص ۲۴۳

Marfat.com

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ !!

آپ مکثرین صحابہؓ میں شمار ہوتے ہیں کیونکہ آپ سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ابھی نو عمر ہی تھے، البتہ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپکی والدہ ماجدہ حضرت اُم سلیم نے والہانہ عقیدت کی بنا پر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے مامور کر دیا اور کہا :-

یارسول اللہ ! ھذا ابنی وھو غلام کاتب[1]"	اے اللہ کے رسول ! میرا یہ بیٹا ہے اگرچہ بچہ ہے لیکن لکھنا خوب جانتا ہے" یعنی خدمت کیلئے قبول فرمائیے"۔

تو حضرت انسؓ اس دن سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے دن تک آپکی خدمت میں مصروف رہے۔ اور اس دس سال کے عرصہ میں آپ ہر وقت دامنِ دولتِ نبوی سے وابستہ رہے۔ اور اسی وجہ سے ہی تو آپ سے کثرت کے ساتھ روایات مروی ہیں، کیونکہ آپ کو ان ارشاداتِ رسول کی سماعت کا موقع میسر آیا، جو کسی اور کو نہ مل سکا اور یہ تو معلوم ہو ہی چکا ہے کہ آپ بچپن ہی سے فنِ کتابت سے آشنا تھے، اس لئے آپ ارشاداتِ نبوی کو قلمبند فرمالیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے ایک صحیفہ مرتب کر لیا۔ پھر آپ نے تصحیح کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر بھی سنایا، جیسا کہ مستدرک حاکم میں ہے۔

"عن معبد بن ھلال قال کنا اذا اکثرنا علی انس بن مالک رضی اللہ عنہ اخرج الینا مجالا عندہ فقال ھذہ سمعتھا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتبتھا وعرضتھا علیہ[2]"	معبد بن ہلال سے روایت ہے کہ جب ہم حضرت انسؓ بن مالک پر زیادہ اصرار کرتے تو آپ ہمارے پاس ایک کتاب نکال کر لے آتے اور فرماتے کہ یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر لکھا تھا اور ان کو آپ پر پیش بھی کیا تھا۔

۱۔ مستدرک حاکم ص۵۷۴ ج۳   ۲۔ تقیید العلم ص۹۵-۹۶

آپ نہ صرف احادیث کو خود قلمبند فرمایا کرتے تھے، بلکہ اپنے بچوں کو بھی اسکی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے ایک حدیث ارشاد فرمائی جس سے حضرت انس رضؓ بہت مسرور ہوئے۔ اس وقت ان کے پاس ان کے ایک صاحبزادہ بھی موجود تھے ان سے فرمانے لگے کہ اس حدیث کو لکھ لو، چنانچہ انہوں نے لکھ لیا۔ الفاظ یہ ہیں :-

"قال انس فاعجبني هذا الحديث
فقلت لابني اكتبه فكتبه[1]"

آپؓ نے حضرت انس رضؓ کے لئے دعا خیر فرمائی تھی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا تھا، صرف آپ کے صاحبزادوں کی تعداد ہی ایک سو بیس سے متجاوز تھی چنانچہ آپ نے اپنے تمام صاحبزادگان کو کتابت حدیث کا حکم دے رکھا تھا

ان انساً كان يقول لبنيه يا بني — حضرت انس رضؓ اپنے بیٹوں سے فرمایا کرتے
قيدوا هذا العلم[2] — تھے اے بچو! علم حدیث کو ضبط تحریر میں لاؤ۔

۱۔ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۰۶ ۲۔ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۰۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۷

بلکہ آپ نے ایک حلقۂ درس بھی بنا رکھا تھا جس میں اہلِ علم شرکت کرتے اور آپ سے ارشاداتِ نبوی سن کر لکھتے تھے۔ چنانچہ حسان بن سنان کا بیان ہے کہ

"فرأيت شيخاً والناس حوله یکتبون عنه فسألت عنه فقيل لی انس بن مالك[1]"

میں نے ایک شیخ کو دیکھا کہ لوگ آپ کے گرد و پیش بیٹھے ہوئے لکھ رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحیفۂ جابر بن عبداللہ الانصاری :-

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ کا شمار بھی مکثرین صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔ آپ ایک ہزار پانچ سو چالیس احادیث کے راوی ہیں۔ حدیث سے آپ کے شغف کا اندازہ اس سے لگائیے کہ آپ صرف ایک حدیث کی خاطر مسلسل ایک ماہ کا سفر کر کے حضرت عبداللہ بن انیس کے پاس ملکِ شام میں تشریف لے گئے تھے صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے حج کے متعلق ایک صحیفہ لکھا ہوا تھا، چنانچہ حافظ ذہبی رقمطراز ہیں :-

"وله منسك صغير فى الحج اخرجه مسلم[2]"

حضرت مجاہد رحمہ اللہ بن جبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے صحیفہ سے ہی احادیث بیان فرمایا کرتے تھے[3] حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مشہور تابعی حضرت قتادہ فرمایا کرتے تھے۔

"لانا لصحيفة جابر رضی اللہ عنہ احفظ منى لسورة البقرة[4]"

سورۃ بقرہ کی نسبت مجھے صحیفہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ زیادہ حفظ ہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد سلیمان بن قیس الشکری رحمہ اللہ تھے، ان کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابوحاتم

---

[1] تاریخ بغداد ج ۸ ص ۲۵۹ [2] تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۱ [3] طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۴۶۷ [4] التاریخ الکبیر البخاری ج ۴ ص ۱۸۶ ، تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۵۳

کے حوالہ سے نقل فرمایا ہے کہ :-

"جالس جابرًا وکتب عنہ صحیفۃ"[1] — وہ حضرت جابرؓ کے پاس بیٹھے تھے اور انہوں نے ان سے ایک صحیفہ لکھا تھا۔

امام ترمذیؒ بیان فرماتے ہیں :-

"وانما یحدث قتادۃؒ عن صحیفۃ سلیمانؒ الیشکری وکان لہ کتاب عن جابر بن عبد اللہؓ"[2] — امام قتادہؒ، سلیمانؒ الیشکری کے صحیفہ سے حدیث بیان فرمایا کرتے تھے اور سلیمانؒ نے حضرت جابرؓ سے ایک کتاب لکھی تھی۔

امام قتادہ بن دعامہ السدوسیؒ کو یہ صحیفہ حفظ بھی تھا اور لطف کی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ سننے سے ہی اسے حفظ کر لیا تھا۔[3]

حضرت جابرؓ نے مشہور تابعی حضرت وہب بن منبہؒ کو بھی احادیث املا کرائی تھیں ممکن ہے کہ یہ بھی ایک صحیفہ کی شکل میں ہوں، نیز حضرت جابرؓ سے دیگر تابعین نے بھی احادیث لکھی تھیں۔[4]

کتابت حدیث اور حضرت ابوہریرہؓ (المتوفی ۵۹ھ)

حضرت ابوہریرہؓ یمن کے مشہور قبیلہ دوس کے چشم و چراغ تھے۔ ۷ھ میں طفیل بن عمرو دوسی کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ گو متاخر الاسلام ہیں لیکن آپ سے اس کثرت سے روایات مروی ہیں کہ آپ کا شمار مکثرین صحابہ کرامؓ میں سرفہرست ہے۔ آپ کی مرویات کی کل تعداد پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) کے قریب ہے۔[5]

مستشرقین اور ان کے خوشہ چیں منکرین حدیث اس بات پر چیں بجبیں ہیں کہ ابوہریرہؓ اس کثرت سے کیوں روایت کرتے ہیں؟ حضرت ابوہریرہؓ خود ہی اس کا جواب دے کر قیامت تک آنے والے

۱۔ تہذیب ص ۲۱۴، ۲۱۵ ج ۴، تقیید العلم ص ۱۰۱
۲۔ جامع الترمذی مع تحفہ ص ۲۰۱ ج ۱، کتاب العلل الا بن ابی حاتم
۳۔ تہذیب ص ۳۵۵ ج ۸، طبقات ابن سعد
۴۔ تقیید العلم ص ۱۰۱، تہذیب ص ۱۶۶ ج ۱۱، ۹
۵۔ راجع مسند بقی بن مخلد

Marfat.com

معترضین کے منہ کو بند کر گئے ہیں، چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے۔

"ان الناس یقولون اکثر ابوھریرۃ رضی ولولا آیتان فی کتاب اللہ ما حدثت حدیثاً ثم یتلو ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ الیٰ قولہ الرحیم" (البقرہ ۱۵۹) ان اخواننا من المھاجرین کان یشغلھم الصفق بالاسواق وان اخواننا من الانصار کان یشغلھم العمل فی اموالھم وان اباھریرۃ کان یلزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشبع بطنہ ویحضر مالا یحضرون ویحفظ ما لا یحفظون"۱

لوگ کہتے ہیں کہ ابوھریرہ رضی بہت کثرت سے حدیث بیان کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا، پھر وہ ان الذین یکتمون سے الرحیم تک تلاوت کرتے، ان دو آیتوں میں کتمان علم کی ممانعت ہے" ہمارے مہاجر بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصار بھائی اپنی زمینوں کے کام میں مصروف رہتے تھے اور ابوھریرہ رضی پیٹ بھرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی ہر وقت رہتا تھا، وہ ایسے مواقع پر حاضر رہتا تھا، جب وہ حاضر نہیں رہتے تھے، اور ایسی باتیں" احادیث" یاد رکھتا تھا جن کا انہیں علم ہی نہ تھا۔

آپ کا تعلق چونکہ یمن جیسے متمدن اور تہذیب یافتہ علاقے سے تھا، اس لئے آپ نہ صرف پڑھے لکھے تھے بلکہ انہیں علمی ذوق شروع ہی سے تھا، التباس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیزیں لکھنے سے روک دیا تھا، اس بنا پر آپ نے اپنے ذخیرہ کو جلا دیا تھا، لیکن بعد میں جب قرآن مجید اچھی طرح محفوظ کر لیا گیا تو یہ ممانعت ختم ہو گئی اور آپ نے

۱۔ صحیح بخاری ص ۲۲ ج ۱، الیفاً فتح الباری ج ۱ ص ۱۴۸ ۲۲، حلیۃ الاولیاء ص ۳۷۶ ج ۱
طبقات ابن سعد ص ۳۶۳ ج ۲

پھر لکھنا شروع کر دیا۔ جس طرح عہد نبوی میں آپ کو لکھنے پڑھنے کا بے پناہ شوق تھا، اس طرح بعد میں آپ کو اشاعتِ علم کا بھی بہت اشتیاق تھا۔ چنانچہ آپ کے تلامذہ کی تعداد آٹھ سو تک پہنچ جاتی ہے۔[1] اس وقت آپ کی تمام علمی سرگرمیوں سے بحث مقصود نہیں صرف کتابتِ حدیث کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضؓ نے ایک مسند تالیف فرمائی تھی جس کے متعدد نسخے عہد صحابہ میں ہی لکھ لیے گئے تھے، اس مسند کا ایک نسخہ عبدالعزیز بن مروان کے پاس بھی تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ کثیر بن مرہ کو خط لکھا کہ تمہارے پاس جس قدر احادیث ہیں انہیں تحریر کر کے ہمارے پاس بھیج دو۔ اس خط میں انہوں نے یہ بھی لکھا تھا:۔

"الا حدیث ابی هریرة فانه عندنا"[2]

حضرت ابوھریرہ رضؓ کی احادیث نہ بھیجنا کیونکہ وہ ہمارے پاس موجود ہیں۔

حضرت بشیر بن نہیک تابعی حضرت ابوھریرہ رضؓ کے تلمیذ رشید تھے انہوں نے بھی حضرت ابوھریرہ رضؓ سے ایک تالیف کو مرتب کیا تھا، چنانچہ فرماتے ہیں:۔

اتیت ابا هريرة بكتابي الذي كتبت عنه فقرأته عليه فقلت هذا سمعته منك قال نعم[3]۔

میں حضرت ابوھریرہ رضؓ کے پاس وہ کتاب لے کر حاضر ہوا جس میں میں نے ان سے سماعت کی ہوئی احادیث کو تحریر کیا تھا، یہ کتاب میں نے انہیں پڑھ کر سنائی اور پھر اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت مرحمت فرما دی۔

حضرت حسن بن عمرو تابعی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوھریرہ رضؓ کو ایک حدیث سنائی تو انہوں نے کچھ تردد کا اظہار فرمایا کہ یہ روایت تو شاید اس طرح نہیں ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ سے ایسے ہی سُنی تھی۔ فرمانے لگے کہ اگر تم نے مجھ سے سنی ہے تو یہ حدیث

١۔ تذکرۃ الحفاظ ص ٣ ج ١ ۔ ٢۔ طبقات ابن سعد ص ۔ ٣۔ تذکرۃ الحفاظ ص ، تہذیب التہذیب ص ، سنن الدارمی ص ١٢٦ ج ١

Marfat.com

تو میرے پاس لکھی ہوئی موجود ہوگی پھر مجھے اپنے گھر لے آئے تو:۔

"اراناکتبا کثیرۃ من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال ھذا ھو مکتوب عندی"[1]

حضرت ابو ہریرہؓ نے ہم کو احادیث نبوی کی بہت سی کتابیں دکھائی اور فرمانے لگے، دیکھو یہ حدیث میرے پاس لکھی ہوئی ہے۔

حضرت ابو ھریرہؓ کی مسند کا ایک نسخہ تو امام ابراہیمؒ بن حرب کے پاس بھی تھا۔ محدث مبارکپوریؒ کتب حدیث کے قلمی اور نادر و نایاب نسخوں کا تعارف کراتے ہوئے رقمطراز ہیں:۔

"ومنھا مسند ابی ھریرۃؓ للامام المحدث ابی اسحاقؒ ابراھم بن حرب العسکری السمسار المتوفی سنۃ اثنتین وثمانین ومائتین نسخۃ کاملۃ من ھذا الکتاب مکتوبۃ بخط العلامۃ الامام ابن تیمیۃؒ موجودۃ فی الخزانۃ الجرمنیۃ"[2]

اور ان میں سے ایک مسند ابو ھریرہؓ بھی ہے جو امام، محدث ابو اسحاق ابراہیم بن حرب عسکری سمسار متوفی ۲۸۲ھ کے پاس تھی اور اس کتاب کا ایک کامل نسخہ حضرت علامہ، امام ابن تیمیہؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا جرمن کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

الصحیفۃ الصحیحۃ

حضرت ابو ھریرۃؓ نے اپنے ایک شاگرد رشید جناب ھمام بن منبہؒ (المتوفی ۱۳۱ھ) کو ایک سو چالیس احادیث املا کرائی تھیں جس کو انھوں نے ایک رسالے کی شکل میں مرتب کر لیا تھا۔ اسی مجموعہ کا نام "الصحیفۃ الصحیحۃ" ہے۔ یہ ۵۹ھ سے پہلے کی تالیف ہے، کیونکہ حضرت ابو ھریرہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی اور ظاہر ہے کہ انہوں نے اپنی وفات سے قبل ہی اسے تحریر کرایا تھا، لہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ موجودہ کتب حدیث میں یہ سب سے قدیم کتاب ہے، اور بڑی خوشی کی بات ہے کہ یہ مجموعہ احادیث بالکل محفوظ رہا، اور ۱۹۳۳ء میں ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو برلن میں اس کا ایک مخطوطہ ملا یہ مخطوطہ کچھ ناقص تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب متلاشی رہے کہ انھیں کوئی مکمل نسخہ ملے تاکہ اسے اشاعت پذیر کیا جا سکے۔ بحمد اللہ ڈاکٹر صاحب کی

---

[1] فتح الباری ص، جامع بیان العلم ج ۱ ص [2] مقدمہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۶۵ ایضاً۔ برلن

Marfat.com

تمنا پوری ہوئی اور انہیں دمشق سے اس کا ایک مکمل نسخہ دستیاب ہو گیا جسے انہوں نے مرتب کر کے دمشق سے ہی شائع کر دیا۔

اس صحیفہ کی اشاعت سے ان لوگوں کے اعتراضات ھباءً منثوراً ہو کر رہ گئے ہیں، جو کہا کرتے تھے کہ احادیث تو حضرت کے دو سو سال بعد میں لکھی گئیں[۱]۔ لہذا ان پر کیا اعتماد ہے۔ اور حضرات ائمہ کی ان مساعی کو سازش گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ کی کوئی تالیف نہیں ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط جو آپ نے شاہ مقوقس کی طرف بھیجا تھا۔ وہ مصر کے آثار قدیمہ کی کھدائی کے دوران مل گیا، اور مصر میں آج بھی موجود ہے۔ آپ کا یہ خط کتب حدیث میں موجود ہے اور اصل خط کتب حدیث کے خط کے عین مطابق ہے۔ اسی طرح عہد صحابہ کی یہ عظیم یادگار ہمارے پاس موجود ہے اور اس کے مندرجات بالکل کتب حدیث کی روایات کے مطابق ہیں۔ ایک نقطہ تک کی کمی بیشی نہیں اور صحیفہ کی ہر روایت من وعن صحاح ستہ میں حضرت ابوہریرہؓ کے حوالہ سے ہی مل جاتی ہے۔ تو یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ احادیث بلا ریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور اسے تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں۔

حضرت ہمام بن منبہؒ کے متعلق تذکرہ نویس لکھتے ہیں کہ :۔

"کان یشتری الکتب لاخیہ وھبؒ فجالس اباھریرۃؓ فکتب منہ نحوا من اربعین وماتہ حدیث"[۲]

وہ اپنے بھائی وھب بن منبہ کے لئے کتب حدیث خرید فرمایا کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے پاس بیٹھ کر تقریبا ایک سو چالیس احادیث لکھیں۔

شیخ الاسلام حافظ ذھبیؒ لکھتے ہیں :۔

"ولھمامؒ عن ابی ھریرۃؓ نسخۃ مشھورۃ اکثرھا فی الصحاح"[۳]

حضرت ابوھریرۃؓ نے ہمامؒ کو مشہور صحیفہ لکھ کر دیا تھا اور اسکی اکثر روایات کتب

---

۱ علوم الحدیث صبحی صالح ص۲۲ ۲ تہذیب التہذیب ص۶۷ ج ۱۱ ، تذکرۃ الحفاظ ص
۳ تذکرۃ الحفاظ ص۹۵ ج ۱

صحاح میں موجود ہیں۔

علامہ ذہبیؒ کا یہ فرمانا بالکل مبنی برحق ہے کہ صحیفہ کی اکثر روایات "صحاح" میں موجود ہیں، چنانچہ صحیفہ کی ۱۳۸ روایات میں سے ۹۱ صحیحین میں موجود ہیں اور جو صرف صحیح بخاری میں ہیں، وہ ۲۵ ہیں اور جو صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ انکی تعداد ۳۴ ہے، اور حضرت امام احمدؒ بن حنبل نے تو اپنی مسند میں یہ صحیفہ مکمل طور پر درج فرمایا ہے[1]۔ اس طرح اگر ایک طرف صحیفۂ ہمام بن منبہؒ کے اس دستیاب شدہ مخطوطے کی صحت کا ثبوت ملتا ہے تو دوسری طرف مسند احمد اور دیگر کتب حدیث (جن میں صحیفہ کی روایات موجود ہیں) کی صحت پر مہر تصدیق ثبت ہو جاتی ہے۔

صحیفہ سمرہ بن جندب رضؓ

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بھی احادیث کا ایک مجموعہ تیار کر رکھا تھا، جو انکی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سلیمان بن سمرہؒ بن جندب فزاری کو وراثت میں ملا، اور وہ اس رسالہ کو "عن ابیہ" روایت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

روی عن ابیہ نسخۃ کبیرۃ[2]۔ سلیمانؒ نے اپنے اباجان حضرت سمرہؓ سے ایک بڑا صحیفہ روایت کیا ہے۔

سلیمانؒ سے ان کے صاحبزادے حبیبؒ اور حبیبؒ سے ان کے برادر عم زاد جعفرؒ بن سعد اس کتاب کو روایت کیا کرتے تھے۔ امام ابن سیرینؒ نے حضرت سمرہؓ کے رسالہ کے متعلق یوں فرمایا ہے:۔

فی رسالۃ سمرۃؓ الی ابنہ علم کثیر[3] — حضرت سمرہؓ کا رسالہ جو ان کے بیٹے کے پاس ہے اس میں بہت علم ہے۔

---

[1] مسند احمد ص ۳۱۲۔۳۱۹ ج ۲ [2] تہذیب ج ۴ ص ۱۹۸ [3] تہذیب ج ۴ ص ۲۳۶، استیعاب ص

اور امام حسن بصری رح کے پاس تو حضرت سمرہ کی احادیث کے کئی مجموعے تھے، بلکہ ان کا اعتماد ہی حضرت سمرہ رض کی کتابوں پر تھا، جیسا کہ حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں۔

"واعتماده علی کتب سمرة رضی" حضرت حسن بصری رح کا اعتماد حضرت سمرہ رض کی کتابوں پر ہے۔

حضرت ابوبکر رض اور کتابت حدیث

اس سے قبل بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں تابعین کے پاس بھیجنے کیلئے "کتاب الصدقہ" لکھوائی تھی جس میں زکوٰۃ کے متعلق مختلف حدیثیں تھیں لیکن ارسال فرمانے سے قبل ہی آپ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے، پھر صدیق اکبر رض اور فاروق اعظم رض اس کے مطابق عمل کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر رض نے جب حضرت انس رض کو بحرین کا گورنر مقرر کرکے روانہ کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کتاب کی ایک نقل تحریر فرما کر انہیں دے دی اور ابتداء میں یہ الفاظ تحریر فرما دیئے:۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ ھذا فریضۃ الصدقۃ التی فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم[۲]" بسم اللہ الرحمان الرحیم، یہ زکوٰۃ کے وہ احکام ہیں جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رض بھی احادیث قلمبند فرمایا کرتے تھے اسی طرح آپ کے متعلق کتابت حدیث کا ایک اور ثبوت بھی ملتا ہے کہ قاسم بن محمد رح روایت کرتے ہیں:۔

قالت عائشۃ جمع ابی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکانت خمس مائۃ حدیث فبات لیلۃ یتقلب کثیرا قالت فغمنی فقلت اتتقلب لشکوی او لشیئ بلغک " حضرت عائشہ رض نے فرمایا، میرے ابا جان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ سو احادیث کو جمع فرمایا تھا، پھر ایک رات بڑی بیقراری سے کروٹیں بدلتے رہے جس سے مجھے بڑا غم ہوا

---

[۱] تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۶۷ [۲] بخاری ج ۱ ص ۱۹۵، ج ۲ ص ۱۰۲

فلما اصبح قال ای بنیة هلمی الاحادیث التی عندک فجئته بها فدعا بنار فحرقها فقلت لم احرقتها قال خشیت ان اموت دھی عندی فیکون فیها احادیث عن رجل قد ائتمنته ووثقت ولم یکن کما حدثنی فاکون قد نقلت ذاک فھذا لایصح "

تو میں نے دریافت کیا کہ آپ مرض کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں یا کوئی اور بات ہے؟ جب صبح ہوئی تو فرمانے لگے، اے بیٹی! وہ احادیث کی کتاب لاؤ جو تمہارے پاس ہے، میں لے کر حاضر ہوگئی، تو آپ نے آگ منگا کر اسے نذرِ آتش کر دیا تو میں نے عرض کیا کہ آپ نے اسے کیوں جلایا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میں فوت ہو جاؤں اور یہ کتاب چھوڑ جاؤں اور شاید اس میں کسی ایسے شخص کی حدیثیں بھی ہوں جسے میں نے امین اور ثقہ سمجھا ہو اور درحقیقت وہ ایسے نہ ہو اور میں نے انہیں نقل کر دیا ہو اور وہ صحیح نہ ہوں۔

یاد رہے کہ اس روائیت کی سند صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس میں علی بن صالح غیر معروف ہیں، اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو پھر بھی بقول منکرین حدیث اس سے کتابتِ حدیث کی نفی کی دلیل نہیں ملتی بلکہ یہ روایت بھی کتابتِ حدیث کے اثبات وجواز پر ہی دال ہے اور اگر حضرت ابوبکرؓ نے اپنی اس کتاب کو نذرِ آتش کیا ہے تو یہ از روئے احتیاط ایسا کیا ہے، یعنی مبادا کہ کوئی غلط لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو گیا ہو۔

حضرت عمرؓ اور کتابتِ حدیث

خلیفہ ثانی جناب فاروق اعظمؓ سے بھی کتابتِ حدیث ثابت ہے چنانچہ ابوعثمان النھدی فرماتے

---

(۱) تذکرة الحفاظ صہ ۵ ج ۱، منتخب کنز العمال صہ ۵۸ ج ۴

ہیں۔ کہ

"جاءنا کتاب عمر رض ونحن باذربیجان مع عتبة بن فرقد اوبالشام اما بعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھکذا اصبعین[۱]"

ہم عتبہ بن فرقد کے ساتھ آذربائیجان یا شام میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت عمر رض کا خط آیا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلی سے زیادہ ریشم کے استعمال سے "مردوں کو" منع فرمایا ہے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ حضرت فاروق اعظم رض نے امیر جیش عتبہ بن فرقد کو یہ حدیث لکھ کر بھیجی، "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھکذا اصبعین" اور آپ نے تمام صحابہ رض کو بھی کتابت کا حکم دے رکھا تھا، چنانچہ امام حاکم رح فرماتے ہیں۔

"وقد صحت الروایة عن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رض انہ قال قیدوا العلم بالکتاب[۲]"

یہ روایت بالکل صحیح ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رض نے فرمایا تھا کہ تم علم کو تحریر کر کے مقید کرلو۔

حضرت علی رض کا مجموعہ احادیث

حضرت ابوجحیفہ رح فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رض سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے پاس کوئی حدیث کی کتاب بھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

"لا الا کتاب اللہ او فھم اعطیہ رجل مسلم او ما فی ھذہ الصحیفة قال العقل وفکاک الاسیر ولا

نہیں، ہمارے پاس تو صرف اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے یا وہ فہم و شعور جو خدا کی طرف سے عطا کردہ ہوتا ہے یا ہمارے پاس

---

[۱] صحیح مسلم ص۱۹۶ ج۲ و ایضاً بمعناہ فی مسند احمد ج۱ ص۲۶۱ [۲] المستدرک للحاکم رح ج۱ ص۱۰۶، سنن دارمی ص۱۲۷ ج۱

یقتل مسلم بکافر[۱]"

یہ صحیفہ ہے تو میں نے پوچھا کہ اس صحیفہ میں کیا لکھا ہوا ہے تو انہوں نے فرمایا اس میں دیت، قیدی کے چھڑانے اور کافر کے بدلے مسلمان کے قتل نہ کئے جانے وغیرہ کے مسائل درج ہیں۔

اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے اس مجموعۂ احادیث میں حرم مدینہ، جراحات کے مسائل، ذمیوں کے احکام، ذبح لغیر اللہ کی حرمت، کسی غیر کو باپ بنانے کی ممانعت، اونٹوں کی عمریں، علاماتِ ارضیہ کی چوری کرنے والے، والدین کو برا کہنے والے اور بدعتی کی عزت کرنے والے پر لعنت وغیرہ مختلف انواع و اقسام کے مسائل تحریر فرمائے تھے، اس کے علاوہ آپ نے ایک کتاب "قضایا" بھی لکھی تھی[۲]۔ اور آپ نے اپنے محرروں کو بھی کتابت کا حکم دے رکھا تھا نیز انہیں ہدایت کی ہوئی تھی کہ احادیث لکھتے وقت ان کی اسانید کو بھی لکھا کرو[۳]۔

۱۔ ایک دفعہ حضرت معاویہؓ نے حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی طرف لکھا:۔

ان اکتب الی بشیئ سمعتہ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکتب الیہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ کرہ لکم قیل وقال و اضاعۃ المال و کثرۃ السؤال[۴]"

مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو جسے آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو انہوں نے یہ لکھا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے قیل وقال، اضاعتِ مال اور کثرتِ سوال کو مکروہ قرار دیا ہے۔

۱۔ صحیح بخاری ص ۲۱ ج ۱، ص ۴۲۵ ج ۱، ص ۱۰۲ ج ۲، ص ۱۰۳۱ ج ۲، ص ۱۰۰ ج ۲، ص ۲۵۱ ج ۱، ص ۱۰۸۴ ج ۲، ص ۴۵۱ ج ۱، ص ۵۰ ج ۱
صحیح مسلم ص ۴۴۲ ج ۱، سنن نسائی ص ۲۳۶ ج ۲، جامع ترمذی مع التحفۃ ص ۳۱۱ ج ۳، سنن دارمی ص ۱۹۵ ج ۲، سنن ابن ماجہ
ص ، مسند احمد ص ۷۹ ج ۱، ص ۱۱۹ ج ۱، ص ۱۲۲ ج ۱، سنن دارقطنی ص ۹۸ ج ۳
۲۔ صحیح مسلم ص ۱۰ ج ۱ ۳۔ منتخب کنز العمال ص ۵۸ ج ۴ ۴۔ صحیح بخاری ص ۲۰ ج ۱، ص ۹۳۶ ج ۲، ص ۹۵۸ ج ۲، ص ۹۷۹ ج ۲

Marfat.com

تو ثابت ہوا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ نے مذکورہ حدیث کو لکھا۔

۲۔ حضرت ابو سلمہؓ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضؓ سے سن کر ایک حدیث کو تحریر کیا۔ فرماتے ہیں:-

"کتبت ذالک من فیہا کتابًا" میں نے اس سے سن کر اس حدیث کو لکھا

اور وہ حدیث یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا جبکہ اسکے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی۔

لیست لہا نفقۃ وعلیہا العدۃ الخ [۱]

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص نے حضرت جابر بن سمرہ رضؓ کو لکھا کہ تم مجھے کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھ کر بھیجو تو انہوں نے یہ حدیث لکھ بھیجی:-

"سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم جمعۃ عشیۃ رجم الاسلمی فقال لا یزال الدین قائمًا حتی تقوم الساعۃ او یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش [۲] الخ

میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن شام کے وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور یہ وہ دن تھا جس دن ماعز اسلمی کو رجم کیا گیا۔ آپ نے فرمایا قیامت تک دین قائم رہے گا یا اس وقت تک جب تک تم میں بارہ خلفاء نہیں ہوتے اور یہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔

اور امام ابن عبد البرؒ نے بیان فرمایا ہے کہ ربیع فرماتے تھے کہ میں نے حضرت جابر رضؓ کو دیکھا کہ آپ تختیوں وغیرہ پر لکھا کرتے تھے [۳]

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ بھی احادیث کو قلمبند فرمایا کرتے تھے:-

اخرج الیّ عبد الرحمانؒ بن عبد اللہ رضؓ بن مسعود کتابا ر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبد الرحمان نے ایک کتاب نکالی اور قسم کھا

۱۔ صحیح مسلم ص ۴۸۲ ج ۱ ۲۔ صحیح مسلم ص ۱۱۹ ج ۲ ۳۔ جامع بیان العلم ص ۷۲ ج ۱ ۴۔ ایضاً

Marfat.com

حلف لی انہ خط ابیہ بیدہ[1] کر فرمایا کہ یہ کتاب میرے ابا جان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی احادیث قلمبند فرمایا کرتے تھے، ایک انصاری صحابی کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مجھے حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نہیں، احادیث کو مدون کر لینا چاہیے، میں نے ان کی اس رائے کو قابلِ اعتنا نہ سمجھا، لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے اور عمل پیرا بھی، چنانچہ انہوں نے ایک ایک صحابی سے احادیث کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ اس طرح وہ ایک بہت بڑے عالم بن گئے اور مجھے اب معلوم ہوا کہ ان کی رائے کس قدر درست تھی[2]

عبیداللہ بن علی کی جدہ محترمہ حضرت سلمہ حضرت ابن عباس کے احادیث کو ضبطِ تحریر میں لانے کا اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ :-

"رأیت عبداللہ بن عباسؓ معہ الواح یکتب علیھا عن ابی رافعؓ شیئاً من فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[3]"

میں نے حضرت ابن عباسؓ کے پاس کچھ تختیاں دیکھیں جن پر وہ ابو رافعؓ سے پوچھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ احادیث کو لکھ رہے تھے۔

حضرت ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں :-

کتب ابن عباسؓ الی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعی علیہ[5]

حضرت ابن عباسؓ نے میری طرف یہ حدیث لکھی کہ " ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بالیمین علی المدعیٰ علیہ "

حضرت ابن عباس کی روایات کی تعداد دو ہزار چھ سو ساٹھ ہے جو کہ بخاری مسلم اور دیگر کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔

---

[1] جامع بیان العلم ص ۷۲ ج ۱ [2] ایضاً [3] اصابہ ص ۹۱ ج ۴ [4] طبقات ابن سعد ص [5] صحیح بخاری ص ۳۶۷ ج ۱

Marfat.com

عہدِ تابعین رح میں کتابتِ حدیث :۔

عہدِ تابعین رح میں تو کتابتِ حدیث کی تحریک پورے عروج پر تھی، اختصار کے پیشِ نظر ہم صرف چند تابعین رح عظام کے احادیث کو تحریر کرنے کے بیان پر اکتفا کریں گے۔

۱۔ امام زہری رح ایک جلیل القدر اور شہرۂ آفاق تابعی ہیں۔ آپ کو بہت سے حضرات صحابہ کرام رض سے شرفِ تلمذ حاصل تھا، کتابت و تدوینِ حدیث کے باب میں آپ نے بہت زیادہ خدمات سرانجام دیں۔ اسی لئے تو اکثر ائمہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ اگر امام زہری رح نہ ہوتے تو حدیث کا اکثر حصہ تلف ہو جاتا۔ آپ کو پہلے سے ہی تدوینِ حدیث کا فکر ہر وقت دامن گیر رہتا تھا، چنانچہ جب خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تدوینِ حدیث کی ضرورت کا شدت سے احساس کیا اور سنہ ۱۰۰ھ میں والئ مدینہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری (۱۱۷ھ) کو یہ حکم لکھ بھیجا۔

"انظروا ما كان عندك اى فى بلدك من سنة او حديث فاكتبه فانى خفت دروس العلم وذهاب العلماء ولا تقبل الا احاديث النبى صلى الله عليه وسلم وليفشوا العلم وليجلسوا حتى يعلم من لا يعلم فان العلم لا يهلك حتى يكون سرًا ...... ثم كتب بمثل ذلك الى اهل الآفاق وامرهم بالنظر فى حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وجمعه[۱]

تمہارے شہر میں جس قدر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث ہیں ان کو لکھ دو، کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں علم کے آثار مٹ نہ جائیں اور علماء اس دارِ فانی سے رخصت نہ ہو جائیں اور صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ہی لکھنا، اور اب تو علماء کو علم خوب پھیلانا چاہئے، اور ان کو چاہئے کہ جو ناواقف ہیں، ان کو سکھانے کے لئے بیٹھ جائیں، کیونکہ علم اگر راز ہو جائے تو اس کا فنا ہو جانا یقینی امر ہے ..... اسی طرح آپ نے مملکتِ اسلامیہ کے بڑے بڑے شہروں کے والیوں کی طرف بھی حدیث جمع کرنے

۱۔ سنن الدارمی ص۱۲۶ ج۱، الرسالۃ المستطرفۃ ص۴

کے متعلق احکام صادر فرمائے۔

تو خلیفہ راشد، امام عادل، ثانی فاروق رض حضرت عمر بن عبد العزیز کے اس حکم پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے ہی امام زہری رح تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز رح کے لئے حدیث کی ایک کتاب مدون فرمائی اور اس کتاب کے متعدد نسخے مختلف بلادِ اسلامیہ میں بھیج دیئے گئے تھے اور امام زہری رح جو فرمایا کرتے تھے "لم یدون ھذا العلم احد قبل تدوینی"[1] بالکل بجا تھا۔

اور حافظ ابن عبد البر نے بھی فرمایا ہے:۔

"اول من دون العلم وکتبه ابن شهاب الزهری رح"[2]

علمِ حدیث کی سب سے پہلے تدوین کرنے والے امام ابن شہاب زہری رح ہیں۔

آپ کے حدیث کو ضبطِ تحریر میں لانے کے متعلق امام ابو الزناد فرماتے ہیں:۔

"کنا نطوف مع الزهری رح علی العلماء ومعه الالواح والصحف یکتب کلما سمع"[2]

ہم امام زہری رح کے ساتھ علماء کے پاس جاتے تھے، امام صاحب اپنی تختیوں اور صحائف کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے جب کوئی حدیث سنتے اسے فوراً تحریر فرما لیتے۔

امام زہری رح خود بھی تو ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ماصبر احد علی العلم صبری ولا نشرہ احد نشری"[3]

علم کی طلب میں میری طرح کسی نے تکالیف پر صبر نہیں کیا اور نہ ہی میری طرح کسی نے علم کی نشر و اشاعت کی۔

---

[1] جامع بیان العلم ص۳۸ سنن الدارمی ص۱۲۶ ج-۱، تدریب الراوی ص۴۰، قواعد التحدیث ص، توجیہ النظر ص۸-ط-جدید، ارشاد الساری ص۱۴ ج-۱ [2] تہذیب ص۴۴۸ ج-۹ تذکرۃ ص۱۰۳ ج-۱

قدرت نے آپ کو حافظہ بھی بلا کا بخشا تھا، اس کا اندازہ صرف اسی ایک واقعہ سے لگتا ہے جسے شیخ الاسلام حافظ ذہبی رحمہ نے اپنی مایۂ ناز تالیف "تذکرۃ الحفاظ" میں رقم فرمایا ہے کہ :-

ان هشام بن عبد الملك سأل الزهري رحمہ ان يملي على بعض ولده شيئاً فاملى عليه اربع مائة حديث وخرج الزهري رحمہ فقال اين انتم يا اصحاب الحديث فحدثهم تلك الاربع مائة ثم لقي هشاماً بعد شهر او نحوه فقال للزهري رحمہ ان ذلك الكتاب ضاع فدعا بكاتب فاملاها عليه ثم قابل بالكتاب الاول فما غادر حرفاً واحداً

ہشام بن عبد الملک نے امام زہری رحمہ سے درخواست کی کہ ان کے بچوں کو کچھ احادیث لکھوا دیں تو آپ نے چار سو احادیث لکھوا دیں، پھر ان کے پاس سے نکلنے کے بعد اصحاب حدیث کو بھی یہی چار سو احادیث لکھوا دیں۔ قریباً ایک ماہ بعد ہشام سے ملاقات ہوئی تو ہشام نے کہا کہ وہ مجموعہ تو گم ہو گیا ہے۔ دوبارہ وہی احادیث لکھوا دیں۔ آپ نے پھر انہیں لکھوا دیا۔ ہشام نے پہلی کتاب کے ساتھ موازنہ کیا تو ایک حرف کا فرق بھی نہ پایا۔

آپ کی قوتِ حافظہ کے بیان کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ اس بات پر بھی دال ہے کہ آپ نے چار سو احادیث املا کرا کے ایک مجموعہ مرتب کرا دیا تھا، اس کے علاوہ آپ نے یزید بن ابی حبیب اور جعفر بن ربیعہ کی طرف بھی احادیث قلمبند کر کے ارسال فرمائی تھیں اور بقول حافظ ابن حجر رحمہ یہ دونوں بزرگ اس مجموعہ سے ہی روایت کیا کرتے تھے۔

حجاج بن ابی منیع کے پاس امام زہری رحمہ کا مرتب کیا ہوا ایک صحیفہ تھا جسے انہوں نے

۱؎ تذکرہ ص۱۰۳ ۲؎ تہذیب ص۴۵۱ ج۹

امام زہلیؒ کو بھی دکھایا، چنانچہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"اخرج الیّ جزاء من احادیث الزھریؒ فنظرت فیھا فوجدتھا صحاحاً فلم اکتب منھا الا یسیراً[1]"

انہوں نے مجھے امام زہریؒ کی احادیث کا ایک مجموعہ دکھایا، میں نے جب دیکھا تو اسکی تمام روایات صحیح تھیں۔ ان میں سے کچھ روایات میں نے بھی لکھ لیں۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن محمد عقیل تابعیؒ فرماتے ہیں :-

کنا نأتی جابر بن عبداللہ فنسألہ عن سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنکتبھا[2]"

ہم حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے متعلق سوال کرتے جو آپ بیان فرماتے، ہم انہیں تحریر کر لیتے تھے۔

۳۔ حضرت نافع تابعیؒ کے متعلق سلیمان بن موسیٰ بیان فرماتے ہیں کہ :-

"انہ رأی نافعاً رحمولی ابن عمرؓ یملی علمہ ویکتب بین یدیہ[3]"

انہوں نے نافعؒ مولیٰ حضرت ابن عمرؓ کو دیکھا کہ وہ ابن عمرؓ سے علم حدیث کو املاء کرتے تھے، اور ان کے سامنے بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔

ابن عون فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت نافع کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ مجھے غزوہ بنی مصطلق لکھ کر ارسال فرمائیں تو انہوں نے میری درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔

فکتب الیّ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اغار علی بنی المصطلق[4]

یعنی انہوں نے غزوہ بنی مصطلق سے متعلق حدیث کو میری طرف لکھ بھیجا۔ ایک مرتبہ

---

[1] تہذیب ص۲۰ ج۲ [2] شرح معانی الآثار ص۳۸۴ ج۲
[3] سنن الدارمی ص۱۲۹ ج۱ [4] صحیح بخاری ص۳۴۵ ج۱، صحیح مسلم ص۸۱ ج۲

مسئلہ انفال کی حدیث کی ضرورت پڑی تو انہوں نے پھر حضرت نافع کو لکھا، چنانچہ انہوں نے درج ذیل حدیث تحریر فرما کر بھیج دی کہ :-

"نفلنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفلاً سوی نصیبنا من الخمس فاصابنی شارف"[1]	ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے خمس کے علاوہ اور حصہ بھی دیا چنانچہ میرے حصہ میں ایک اونٹ آیا۔

۴۔ حضرت عروہؓ نے غزوات کے متعلق احادیث کو کتابی شکل میں جمع فرمایا تھا اور حضرت عروہؓ بن زبیرؓ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے غزوات کے متعلق سب سے پہلے کتاب تصنیف فرمائی چنانچہ حاجی خلیفہ رقمطراز ہیں :-

"اول من صنف فیھا عروۃ بن الزبیر"[2]	غزوات کے متعلق حضرت عروہ بن زبیر نے سب سے پہلے کتاب تصنیف فرمائی۔

آپ نے اپنی اس کتاب کا ایک نسخہ خلیفہ عبدالمالک کو بھی ارسال فرمایا تھا، لیکن افسوس کہ علم کا یہ قیمتی خزانہ جنگ حرہ میں نذر آتش ہو گیا[3]

یحییٰ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عروہ سے کہا کہ مجھے اپنے والد ماجد کی چند احادیث سناؤ تو انہوں نے مجھے ایک کتاب دے دی اور کہا کہ یہ میرے ابا جان کی لکھی ہوئی احادیث ہے[4]

حضرت عروہ اپنی اولاد کو بھی احادیث تحریر کرنے کا حکم دیتے تھے۔ ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب ہم سے پوچھا کرتے تھے کہ تم نے احادیث کو لکھ لیا ہے؟ جب ہم اثبات میں جواب دیتے تو فرماتے کہ تم نے مقابلہ بھی کر لیا ہے یا نہیں[5]؟

۵۔ حضرت سعید بن جبیرؓ مشہور تابعی ہیں حضرت ابن عباسؓ کے اکابر تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ اپنے جلیل القدر اور عظیم المرتبت اساتذہ سے سماعت کی ہوئی احادیث کو تحریر

۱۔ صحیح مسلم صفحہ ۸۶ ج ۲۔ ۲۔ کشف الظنون صفحہ ۴۷ ج ۲۔ ۳۔ جامع البیان العلم صفحہ ۷۵ ج ۱۔ ۴۔ کفایہ صفحہ ۲۳۲ ۵۔ ایضاً

فرمالیا کرتے تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ :-

"کنت اسیر مع ابن عباس رضؓ فی طریق مکۃ لیلاً و کان یحدثنی بالحدیث فاکتبہ فی واسطۃ الرحل حتی اصبح فاکتبہ[1]"

میں حضرت ابن عباس رضؓ کے ساتھ جب مکّہ کے راستے میں رات کے وقت سفر کیا کرتا تھا تو آپ مجھے احادیث بھی سنایا کرتے تھے میں اس وقت انہیں پالان کی لکڑی پر لکھ لیا کرتا تھا اور پھر دن کو اسے کتاب وغیرہ میں لکھ لیتا تھا۔

اور ایک دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں :-

"کنت اسمع من ابن عمرؓ و ابن عباسؓ الحدیث باللیل فاکتبہ فی واسطۃ الرحل[2]"

میں ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے جب رات کو احادیث سنتا تھا تو اسے پالان کی لکڑی پر لکھ لیا کرتا تھا۔

حضرت عطا بن دینار، حضرت سعیدؒ بن جبیر سے تفسیر کے متعلق جو روایات نقل کرتے ہیں، وہ ایک صحیفہ ہے جس سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوحاتمؒ فرماتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے سعید بن جبیرؓ سے درخواست کی تھی کہ آپ ایک تفسیر لکھ دیں، چنانچہ آپ نے تفسیر کے متعلق ایک کتاب لکھ دی جسے عبدالملک نے اپنے شاہی کتب خانہ میں رکھ دیا تھا، عطاءؒ بن دینار نے وہاں سے اس کتاب کو حاصل کیا اور اس سے روایت کیا کرتے تھے[3]۔

۶۔ ایک دفعہ عبداللہ بن عتبہ نے حضرت عمر بن عبداللہؒ بن ارقم جو کہ مشہور تابعی ہیں کی طرف لکھا کہ آپ سبیعہ بنت حارثؓ اسلمیہ صحابیہ سے دریافت کر کے مجھے لکھیں کہ جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عدت حاملہ کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے کیا ارشاد فرمایا تھا، نیز سبیعہؓ سے ان کا پورا قصہ معلوم کر کے تحریر کرنا، چنانچہ حضرت عمر بن عبداللہ نے جو جواب لکھا تھا وہ درج ذیل ہے۔

"ان سبیعۃ اخبرتہ انھا کانت تحت سعد بن خولۃ وھو فی بنی عامر بن لؤی وکان ممن شھد بدراً نتوفی عنھا فی حجۃ الوداع وھی حامل فلم تنشب ان وضعت

---

[1] سنن الدارمی ج۱ ص۱۲۸ [2] ایضاً ص۱۲۷ ج۱۔ التقیید العلم ص۱۰۳ والیضاً جامع بیان العلم ج ۱ ص۷۲، تاریخ الطبقات ابن سعد ص۱۸۹ ج۶ [3] تہذیب ص۱۹۹ ج۷۔

Marfat.com

حملها بعد وفاته فلما تعلت من نفاسها تجملت للخطاب فدخل عليها ابو السنابل بن بعكك رجل من بنی عبد الدار فقال لها مالی اراك متجملة لعلك ترجين النكاح انك والله ما انت بناكح حتى تمر عليك اربعة اشهر وعشر قالت سبيعة فلما قال لی ذالك جمعت علی ثيابی حين امسيت فاتيت رسول الله صلی الله عليه وسلم فسألته عن ذلك فافتانی بانی قد حللت حين وضعت حملی وامرنی بالتزوج ان بدالی[1]"

اس قصہ کو بیان کرنے سے مقصود صرف یہ ہے کہ تابعین عظام بھی احادیث نبویہ تحریر فرمایا کرتے تھے جیسا کہ اس واقعہ سے حضرت عمر بن عبداللہ کے حدیث کو تحریر کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔

۷۔ بہت سے تابعین حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھ کر احادیث رسول قلمبند فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن حنش فرماتے ہیں۔

"رأیتھم یکتبون عند البراء باطراف القصب علی اکفھم[2]"

میں نے تابعین کو دیکھا کہ وہ حضرت براء کے پاس بانسوں کی قلموں سے اپنی ہتھیلیوں پر حدیث لکھا کرتے تھے۔

ہتھیلیوں وغیرہ پر شاید اس وقت لکھا کرتے ہوں گے جب لکھتے لکھتے ماند وغیرہ ختم ہو جاتا ہو گا۔ واللہ اعلم۔

۸۔ حضرت عنترہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سنی پھر ان کی اجازت سے اسے تحریر فرمالیا جیسا کہ سنن دارمی میں ہے۔

"عن هارون بن عنترة عن ابيه حدثنی ابن عباس بحديث فقلت اكتبه عنك قال فرخص لی ولم يكد[3]"

۹۔ حضرت بشیر بن نہیک تابعی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تلمیذ رشید ہیں۔ آپ جو روایت بھی بیان فرماتے وہ انہیں فوراً تحریر کر لیا کرتے تھے۔ اس طرح انہوں نے ایک کتاب کو مرتب فرما لیا تھا جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم جلد ۱ ص ۴۸۶ [2] سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۲۸ [3] ایضاً

Marfat.com

۱۰۔ حضرت طاؤسؒ مشہور تابعی ہیں، آپ نے بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں صرف دیت وغیرہ سے متعلق فرمانِ الٰہی اور ارشادات نبوی تحریر کئے ہوئے تھے۔

چنانچہ امام بیہقیؒ رقمطراز ہیں:۔

"ان عندہ کتابًا من العقول نزل بہ الوحی وما فرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم[1]"

حضرت طاؤس کے پاس ایک کتاب تھی جس میں انہوں نے وحی سے نازل شدہ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرض کی ہوئی دیتوں کو تحریر کیا ہوا تھا۔

۱۱۔ خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب کتابتِ حدیث کا حکم دیا تو آپ کے اس حکم کی تعمیل کرنے والوں میں ایک حضرت سعد بن ابراہیم بھی تھے، چنانچہ ان کا اپنا بیان ہے کہ:۔

"امرنا عمر بن عبدالعزیز بجمع السنن فکتبناھا دفترًا دفترًا[2]"

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہمیں احادیث کے جمع کرنے کا حکم دیا تو ہم نے حدیثوں کے دفتر کے دفتر لکھ کر انبار لگا دیئے تھے۔

خلاصۂ مبحث

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم نے عہدِ رسالت، عہدِ صحابہ اور عہدِ تابعین میں سے ہر ایک عہد میں کتابتِ حدیث کے اثبات کے متعلق بحث کی ہے اور اپنے مدعیٰ پر دلائل پیش کئے ہیں، دلائل کا استیعاب مقصود نہیں تھا، "مشتے نمونہ از خروارے" اور اختصار کے پیشِ نظر صرف چند دلائل پر اکتفا کیا گیا ہے ورنہ صرف تحریراتِ عہدِ رسالت کی تعداد ہی تین سو سے متجاوز ہے جو کہ فہرست اسماء صحابہ، مختلف قبائل کے نام احکام، امراء و سلاطین کے نام خطوط، سیاسی دستاویزات اور وثائق، خطبۂ فتح مکہ، معاہدۂ صلح حدیبیہ اور مختلف رسائل وغیرہ پر مشتمل ہیں، ہم نے ان میں صرف چند ایک کو ذکر کیا ہے، اسی طرح عہدِ صحابہ و تابعین کی تحریرات میں سے بھی چند کے بیان پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اس بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ کتابت

---

[1] مفتاح الجنۃ للسیوطی ص۱۰ بحوالہ جمع القرآن والاحادیث [2] جامع بیان العلم ص۷۶ ج۱

Marfat.com

حدیث کی داغ بیل عہدِ رسالت میں ہی پڑ چکی تھی۔ صحابہ کرام نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور عہدِ تابعین میں یہ مقدس تحریک پورے عروج پہ پہنچ گئی اور مستشرقین اور ان کے خوشہ چین منکرین حدیث کا یہ اعتراض باطل ہے کہ حدیث کی تدوین دوسری تیسری صدی میں شروع ہوئی۔ لہٰذا یہ قابلِ اعتماد نہیں ہے۔

عہدِ تابعین کے بعد تدوینِ حدیث کا سلسلہ کثرت سے شروع ہو گیا تھا۔ لہٰذا ضرورت نہیں ہے۔ کہ حضرات تابعین کے بعد کے ادوار پر بھی بحث کی جائے۔ محدثین کرام نے کتابت و تدوینِ حدیث کے تین دور مقرر فرمائے ہیں۔ پہلا دور ۲۰۰ھ تک، دوسرا ۲۵۰ھ تک اور تیسرا ۳۰۰ھ تک ہے۔ یاد رکھیئے کہ پہلے دور کا سرمایہ حدیث دوسرے دور کے حضرات نے اپنے دفاترِ حدیث میں منتقل کر لیا تھا اور تیسرے دور والوں نے دوسرے دور کی کتابوں کو اپنی تالیفات میں ضم کر لیا تھا۔ حضرات محدثین کرامؒ کی کوششوں سے ان تمام ادوار کا سرمایہ حدیث آج حدیث کے عظیم ترین دفاتر میں عشاقِ رسالت پناہ کے لئے موجود ہے اور گویا آج بھی حضور کا یہ ارشاد "ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ و سنتی" ہمارے کانوں میں گونج رہا ہے۔

منع کتابت والی حدیث پر ایک نظر

یہ بحث تشنۂ تکمیل رہے گی۔ اگر ہم نے اس روایت کو ذکر نہ کیا۔ جس میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کتابتِ حدیث سے منع فرمایا تھا اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کی روایات کو مستشرقین اور منکرینِ حدیث پیش کر کے یہ دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ کتابت اور تدوینِ حدیث کا معاملہ مشکوک ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں مشہور روایت درج ذیل ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر القرآن فلیمحہ وحدثوا عنی ولا حرج ۱	حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ سے کچھ نہ لکھا کرو۔ اور اگر کسی نے قرآن مجید کے علاوہ کچھ لکھا بھی ہو تو اسے مٹا دینا چاہئیے۔ البتہ مجھ سے بیان کرو۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

---

۱ صحیح مسلم مع نووی ج ۲ صفحہ ۴۱۴، مسند احمد صفحہ ۱۲ جلد ۳، صفحہ ۲۱ جلد ۳، مجمع الزوائد صفحہ ۱۵۱ جلد ۱، سنن الدارمی صفحہ ۱۱۹ جلد ۱

تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابو سعید کی اس روایت کو جو کہ صحیح مسلم میں ہے، بعض محدثین نے معلول قرار دیا ہے چنانچہ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں۔

"ومنھم من اعل حدیث ابی سعیدؓ وقال الصواب وقفہ علی ابی سعیدؓ قالہ البخاریؒ وغیرہ[1]"

بعض محدثین نے حضرت ابو سعید کی روایت کو معلول قرار دیا ہے اور فرمایا ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے اسکے قائل امام بخاریؒ وغیرہ ہیں۔

اور مسند احمد کی روایت میں "عبد الرحمان بن زید بن اسلم" ضعیف ہے۔ امام احمدؒ نے ہی انہیں ضعیف قرار دیا ہے اور امام ابن معینؒ فرماتے ہیں۔

"لیس حدیثہ بشیئ"

امام بخاریؒ اور امام حاتمؒ فرماتے ہیں :۔

ضعفہ علی بن المدینی جداً"

امام ابوداؤد فرماتے ہیں :۔ "اولاد زید بن اسلم کلھم ضعیف" الخ

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں :۔

"لیس بقوی فی الحدیث کان فی نفسہ صالحاً وفی الحدیث واھیاً"

امام ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں :۔ "لیس ھو ممن یحتج اھل العلم بحدیثہ لسوٴحفظہ"

امام طحاویؒ فرماتے ہیں :۔ حدیثہ عند اھل العلم فی النھایۃ من الضعف"

نقادان فن اور جہابذہ علماء کرام کی ان تصریحات کے پیش نظر علامہ ابن الجوزیؒ نے فیصلہ فرما دیا ہے

"اجمعوا علی ضعفہ[2]"

حافظ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں طبرانی اوسط اور بزار وغیرہ کے حوالہ سے منع کتابت کی ایک دو اور روایات بھی ذکر کی ہیں لیکن ان تمام روایات کی اسناد میں کلام ہے جیسا کہ حافظؒ نے خود ہی اسطرف اشارات فرمائے ہیں

"من شاء التفصیل فلیرجع الیہ"

---

[1] فتح الباری [2] عبد الرحمان بن زید کی تضعیف کے متعلق علماء کرام کے اقوال کیلئے دیکھئے تہذیب ص ۱۷۷، ۱۷۹ ج ۶

[3] مجمع الزوائد ص ۱۵۰ - ۱۵۱ ج ۱

اگر ان روایات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو پھر بھی یہ کتابت حدیث کے اثبات پر اثر انداز نہیں ہوتی ہیں کیونکہ علماء کرام نے ان متعارض روایات میں تطبیق دے دی ہے۔ چنانچہ امام نووی رح شرح مسلم میں صحیح مسلم کی مذکورہ روایت کے تحت رقمطراز ہیں :-

"واختلفوا فی المراد بھذا الحدیث الوارد فی النھی فقیل ھو فی حق من یوثق بحفظه ویخاف اتکاله علی الکتابة وتحمل الاحادیث الواردة بالاجازة علی من لا یوثق بحفظه لحدیث اکتبوا لابی شاہ .... وقیل ان حدیث النھی منسوخ بھذہ الاحادیث وکان النھی حین خیف اختلاطه بالقرآن فلما أمن ذلك أذن فی الکتابة وقیل انما نھی عن کتابة الحدیث مع القرآن فی صحیفة واحدة لئلا یختلط فیشتبه علی القاری واللہ اعلم"[1]

حافظ ابن الصلاح رح فرماتے ہیں :-

ولعله صلی اللہ علیه وسلم أذن فی الکتابة عنه لمن خشی علیه النسیان ونھی عن الکتابة عنه من وثق بحفظه مخافة الاتکال علی الکتاب أو نھی عن کتابة ذلك عنه حین خاف علیهم اختلاط ذلك بصحف القرآن العظیم وأذن فی کتابته حین أمن من ذلك .... ثم انه زال ذلك الخلاف واجمع المسلمون علی تسویغ ذلك واباحته ولولا تدوینه فی الکتب لدرس فی الاعصر الآخرة واللہ اعلم[2]

امام ابن قتیبہ رح فرماتے ہیں :-

"نحن نقول ان فی ھذا معنیین احدھما ان یکون من منسوخ السنة بالسنة کانه نھی فی اول الامر عن ان یکتب قوله ثم رأی بعد لما علم ان السنن تکثر وتفوت الحفظ أن تکتب وتقید والمعنی الآخر ان یکون خص بھذا عبداللہ بن عمرو لانه کان قارئا للکتب المتقدمة ویکتب بالسریانیة والعربیة

---

(۱) شرح مسلم للنووی ص۴۱۴-۴۱۵ ج۲ (۲) مقدمہ ابن الصلاح ص۹۸

وکان غیرہ من الصحابۃ أمیین لایکتب منھم الا الواحد والاثنان واذا کتب لم یتقن ولم یصب التھجی فلما خشی علیھم الغلط فیما یکتبون نھاھم ولما آمن علی عبداللہ بن عمرو ذلک أذن لہ[۱]"

امام خطابی رح فرماتے ہیں :-

وقد قیل انہ انما نھی ان یکتب الحدیث مع القرآن فی صحیفۃ واحدۃ لئلا یختلط بہ ویشتبہ علی القاری فاما ان یکون نفس الکتاب محظوراً وتقیید العلم بالخط منھیا عنہ فلا[۲]"

حافظ عراقی رح فرماتے ہیں ۔

وقد اختلف فی الجواب عن حدیث ابی سعید والجمع بینہ وبین احادیث الاذن فی الکتابۃ فقیل ان النھی منسوخ بھا وکان النھی فی اول الامر لخوف اختلاطہ بالقرآن فلما أمن ذلک أذن فیہ وجمع بعضھم بینھما بأن النھی فی حق من وثق بحفظہ وخیف اتکالہ علی خطہ اذا کتب والاذن فی حق من لا یوثق بحفظہ کابی شاہ المذکور وحمل بعضھم النھی علی کتابۃ الحدیث مع القرآن فی صحیفۃ واحدۃ لانھم کانوا یسمعون تأویل الآیۃ فربما کتبوہ معہ فنھوا عن ذلک لخوف الاشتباہ واللہ اعلم[۳]"

علامہ شمس الحق محدث ڈیانوی رح فرماتے ہیں :-

• أجابوا عن حدیث النھی بجوابین احدھما انھا منسوخۃ وکان النھی فی اول الامر قبل اشتھار القرآن لکل أحد نھی عن کتابۃ غیرہ خوفاً من اختلاطہ واشتباھہ فلما اشتھر وأمن تلک المفسدۃ اذن فیہ والثانی ان النھی نھی تنزیہ لمن وثق بحفظہ وخیف اتکالہ علی الکتابۃ والاذن لمن لا یوثق بحفظہ[۴]" انتھی

۱؎ تاویل مختلف الحدیث صہ ۳۶۵ ۲؎ معالم السنن صہ ۱۸۴ ج ۱ ۳؎ فتح المغیث صہ ۱۵ ج ۳
۴؎ عون المعبود صہ ۱۶۱ ج ۲

Marfat.com

محدث مبارکپوریؒ رقمطراز ہیں:۔

"والجمع بینہما ان النہی خاص بوقت نزول القرآن خشیۃ التباسہ بغیرہ والاذن فی غیر ذلک او ان النہی خاص بکتابۃ غیر القرآن مع القرآن فی شیئ واحد والاذن فی تفریقہما او النہی متقدم والاذن ناسخ لہٗ عند الامن الالتباس وھو اقربہا مع انہ لا ینافیہا وقیل ان النہی خاص بمن خشی منہ الاتکال علی الکتابۃ دون الحفظ والاذن لمن امن منہ ذلک[1] "

یہ ہیں وہ تطبیقات جو ائمہ کرام نے ان روایات کے تعارض کو ختم کرنے کے لئے بیان فرمائی ہیں ان تطبیقات میں درج ذیل چار امور قدر مشترک ہیں اور یہی ان کا خلاصہ ہیں۔

(۱) منع کتابت والی حدیث منسوخ اور اذنِ کتابت والی حدیث ناسخ ہے۔

(۲) ممانعت صرف نزولِ قرآن کے وقت تک خاص تھی کیونکہ اس طرح قرآن مجید کے ساتھ دوسری چیزوں کے التباس کا اندیشہ تھا۔

(۳) ممانعت صرف اس صورت میں تھی کہ قرآن مجید اور احادیث کو صرف ایک ہی صحیفہ میں لکھا جائے۔

(۴) ممانعت خاص ایسے اشخاص کیلئے تھی جو حفظ نہ کریں اور صرف کتابت پر اعتماد کر بیٹھیں دوسروں کے لئے اجازت تھی۔

تو حضرات علماء کرام کی ان بیان کردہ تطبیقات سے تمام اختلافات ختم ہو جاتے ہیں اور ہمارا مدعیٰ ثابت ہو جاتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

---

[1] تحفۃ الاحوذی ص ۳۷۵-۳۷۶ ج ۳۔

Marfat.com

جريدة المراجع

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
١	القرآن الكريم		
٢	ارشاد الساری	ابوبکر بن عبد المالك القسطلانی رح م ـ ٩٢٣هـ	المطبع المصري نولكشور
٣	الاستيعاب فی اسماء الاصحاب	الحافظ ابن عبد البر رح ـ م ـ ٤٦٣هـ	ط ـ مصطفى محمد ـ بالقاهرة
٤	اسد الغابة فی معرفة الصحابة	ابو الحسن علی المعروف بابن الاثير رح ـ م ـ ٦٣٠هـ	المكتبة الاسلامية بطهران
٥	بغية الوعاة	جلال الدين السيوطی رح ـ م ـ ٩١١هـ	مطبوع مصر ـ جمع القرآن والاحاديث
٦	تاريخ بغداد	الخطيب البغدادی رح ـ م ـ ٤٦٣هـ	دار الكتاب العربي ـ بيروت ـ
٧	التاريخ الكبير	الامام محمد بن اسماعيل البخاری ـ م ـ ٢٥٦هـ	دائرة المعارف ـ حيدرآباد ـ ١٣٦١هـ
٨	تاويل مختلف الحديث	ابن قتيبة الدينوری رح ـ م ـ ٢٧٦هـ	مطبعة كردستان العلمية ـ مصر ١٣٢٦هـ ـ ط ـ اولى
٩	تحفة الاحوذی	المحدث المباركفوری رح ـ م ـ ١٣٥٣هـ	ط ـ هند
١٠	تدريب الراوی	الامام السيوطی رح	المكتبة العلمية ـ بالمدينة المنورة ـ ط ـ اولى

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
١١	تذكرة الحفاظ	الامام الذهبي رح. م. سنة ٧٤٨هـ	دائرة المعارف. حيدرآباد. سنة ١٣٦١هـ
١٢	التراتيب الادارية	عبد الحي الكتاني	
١٣	تفسير القرآن العظيم	الحافظ ابن كثير رح. م. سنة ٧٧٤هـ	مطبعة عيسى البابي الحلبي بمصر.
١٤	تقييد العلم	الخطيب البغدادي رح	ط. دمشق سنة ١٩٤٩م
١٥	التلخيص الحبير	الحافظ ابن حجر رح. م. سنة ٨٥٢هـ	المطبع الانصاري. دهلي. سنة ١٣٠٧هـ
١٦	توجيه النظر	طاهر بن صالح الجزائري. م. سنة ١٣٣٨هـ	مكتبة علمية. مدينة منورة. ط. جديد
١٧	تهذيب التهذيب	الحافظ ابن حجر رح. م. سنة ٨٥٢هـ	الطبعة الاولى. دائرة المعارف. حيدرآباد
١٨	جامع بيان العلم	الحافظ ابن عبد البر رح	ادارة الطباعة المنيرية. القاهرة
١٩	جامع الترمذي مع تحفة	الامام ابو عيسى الترمذي رح. م. سنة ٢٧٩هـ	ط. هند
٢٠	جامع الصغير	الامام السيوطي رح	مطبعة خيرية. قاهرة سنة ١٣٢١هـ
٢١	جمع القرآن والاحاديث	مولانا ابو القاسم سيف البنارسي رح	آل انڈیا اہل حدیث دار الاشاعت لاہور ط. ثانی سنة ١٣٣٢هـ

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٢٢	حلية الاولياء	الحافظ ابو نعيم الاصبهانی - م - ٤٣٠ھ	دار الكتاب العربية - بيروت - ط - ثانية ١٣٨٧ھ
٢٣	رحمة للعالمين	قاضی محمد سليمان رح	شيخ غلام علی اينڈ سنز - لاهور ١٩٦٨ء
٢٤	الرسالة	الامام الشافعی رح - م - ٢٠٤ھ	طبعة القاهرة
٢٥	الرسالة المستطرفة	محمد بن جعفر الكتانی رح - م - ١٣٤٥ھ	نور محمد - اصح المطابع - كراچی - ١٣٧٩ھ
٢٦	زاد المعاد	الحافظ ابن القيم رح - م - ٧٥١ھ	مطبعة الميمنية - بمصر -
٢٧	سنن ابن ماجة	الامام محمد بن يزيد بن ماجة القزوينی رح م ٢٧٣ھ	المطبع المجتبائی - دهلی .
٢٨	سنن ابی داود مع العون	الامام ابو داود السجستانی رح - م - ٢٧٥ھ	دار الكتاب العربية - بيروت - ط - جديد
٢٩	سنن الدارقطنی	الامام علی بن عمر الدارقطنی - م - ٣٨٥ھ	دار المحاسن للطباعة - القاهرة .
٣٠	سنن الدارمی	الامام ابو محمد عبد الله الدارمی رح م ٢٥٥ھ	مطبعة الاعتدال - دمشق - ١٣٤٩ھ
٣١	السنن الكبری	الحافظ ابوبكر البيهقی رح - م - ٤٥٨ھ	دائرة المعارف - حيدر آباد ١٣٥٢ھ - اولی
٣٢	سنن النسائی	الامام احمد بن شعيب النسائی رح - م - ٣٠٣ھ	المكتبة السلفية - لاهور - ١٣٧٦ھ

العدد	أسماء الكتب	أسماء المؤلفين	أسماء المطابع
٣٣	السيرة	الامام ابن هشام رح - م - ٢١٨ھ	بھ - الميمنية بمصر على حاشية زاد المعاد
٣٤	شرح مسلم	الامام محي الدين النواوي رح - م - ٦٧٦ھ	نور محمد - اصح المطابع - كراچي ١٣٢٩ھ
٣٥	شرح معاني الآثار	الامام ابو جعفر الطحاوي رح - م - ٣٢١ھ	المطبع المصطفائي لكهنؤ - ١٣٠٠ھ
٣٦	صحيح البخاري	الامام محمد بن اسماعيل البخاري رح	كتب خانه رشيد يه دهلي ١٣٧٥ھ
٣٧	صحيح مسلم	الامام مسلم بن الحجاج القشيري رح م ٢٦١ھ	نور محمد - اصح المطابع - كراچي - ١٣٢٩ھ
٣٨	صحيح ابن حبان	امام محمد بن حبان رح	
٣٩	صحيفه همام بن منبه رح	مرتب - ڈاکٹر محمد حميد الله	مكتبه نشاة ثانيه حيدر آباد ١٣٧٥ھ - ط. جا
٤٠	الطبقات الكبرى	امام ابن سعد رح	دار صادر - بيروت - ١٣٧٧ھ
٤١	علوم الحديث	الدكتور صبحي صالح	دار العلم للملايين - بيروت ١٣٨٤ھ ط - ثالثة
٤٢	عون المعبود	علامه شمس الحق ڈيانوي رح	دار الكتاب العربية - بيروت - ط - جديد
٤٣	فتح الباري	الحافظ ابن حجر رح - م - ٨٥٢ھ	المطبعة السلفية القاهرة ١٣٨٥ھ

Marfat.com

العدد	اسماء الکتب	اسماء المؤلفین	اسماء المطابع
٤٤	فتح المغیث	الحافظ زین الدین العراقی رح م ٨٠٦ھ	جمعیۃ النشر والتالیف ازھر ١٣٥٥ھ ط اولیٰ
٤٥	قواعد التحدیث	محمد جمال الدین القاسمی رح م ١٣٣٢ھ	دار الاحیاء الکتب العربیۃ مصر ١٣٨٠ھ
٤٦	کتاب الخراج	یحیٰی بن آدم رح	مطبوع مصر (جمع القرآن والاحادیث)
٤٧	کتاب القیاس	الحافظ ابن القیم رح م ٧٥١ھ	
٤٨	کشف الظنون	حاجی خلیفہ رح	ط جدید
٤٩	الکفایۃ فی علم الروایۃ	الخطیب البغدادی رح	ط دائرۃ المعارف حیدرآباد ١٣٥٧ھ
٥٠	کنوز الحقائق	الامام عبدالرؤف المناوی رح	مطبعۃ خیریہ قاھرۃ ١٣٢١ھ
٥١	مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	الحافظ ابوبکر الھیثمی رح م ٨٠٧ھ	مکتبۃ القدسی القاھرۃ ١٣٥٢ھ
٥٢	المحلّی	الحافظ ابن حزم رح م ٤٥٦ھ	ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ١٣٤٨ھ ط اولیٰ

Marfat.com

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٥٣	المستدرك	الامام الحاكم النیسابوری رح م ۔ ۴۰۵ھ	دائرة المعارف ۔ حیدر آباد ۱۳۴۱ھ ۔ ط ۔ اولی
٥۴	مسند	ابو داؤد سلیمان الطیالسی رح ۔ م ۔ ۲۰۴ھ	دائرة المعارف ۔ حیدر آباد ۔ ۱۳۲۱ھ ۔ ط ۔ اولی
٥٥	مسند	الامام احمد بن حنبل رح ۔ م ۔ ۲۴۱ھ	ط ۔ بیروت
٥٦	المصنف فی الاحادیث والآثار	امام ابوبکر بن ابی شیبۃ رح ۲۳۵ھ	مطبعه علوم شرقیه ۔ حیدر آباد ۱۳۸۶ھ ط ۔ اولی
٥٧	معالم السنن	امام ابو سلیمان الخطابی رح ۔ م ۔ ۳۸۸ھ	مطبعه علمیه ۔ حلب ۔ ۱۳۵۱ھ ۔ ط ۔ اولی
٥٨	المعجم الصغیر	الحافظ ابو القاسم الطبرانی رح	مطبع انصاری ۔ دهلی
٥٩	المغنی	الامام ابن قدامة رح ۔ م ۔ ۶۲۰ھ	مطبعة المنار ۔ مصر ۔ ۱۳۴۷ھ ط ۔ ثانیه
٦٠	مفتاح الجنة	الامام السیوطی رح	ط ۔ مصر (جمع القرآن والاحادیث)
٦١	مقدمة تحفة الاحوذی	الامام المحدث المبارکفوری رح ۱۳۵۳ھ	ط ۔ هند ۔ ط ۔ اولی

Marfat.com

العدد	اسماء الكتب	اسماء المؤلفين	اسماء المطابع
٦٢	مقدمة ابن الصلاح	امام ابي عمرو عثمان بن عبد الرحمن رح م ٦٤٣ه	المكتبة العلمية - مدينة منورة ١٣٨٦ه
٦٣	منتخب كنز العمال	على بن حسام الدين المتقى رح	على حاشية مسند احمد - ط جديد
٦٤	المؤطا	امام مالك بن انس رح - م - ١٧٩ه	المطبع المجتبائى - دهلى - ١٣٢٥ه
٦٥	ميزان الاعتدال	الامام الذهبى رح - م - ٧٤٨ه	مطبعة السعادة - مصر - ١٣٢٥ه ط - اولى
٦٦	نصب الراية	الامام الزيلعى رح - م - ٧٦٢ه	المجلس العلمى - سورت (الهند) ١٣٥٧ه - ط - اولى

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

کتابتِ حدیث
تا
عہدِ تابعین

ترتیب
محمد خالد سیف
متخصص
ادارہ علوم اثریہ

ناشر
ادارہ علوم اثریہ لائل پور

(کتابت: خالد دفتر کتابت لائل پور)